خوب صورتی اور پائیداری کی ضمانت

بہترین اور دیدہ زیب چپس

خریدنے کے لیے

یاد رکھیں

گل چپس فیکٹری

گل چپس فیکٹری ورسک روڈ پشاور

فون نمبر 273281

REGD. NO. P - 402
MONTHLY - AL - ASR PESHAWAR

جامعہ عثمانیہ کی آپ کی خدمت میں ہمدردانہ اپیل

بحمد اللہ تعالی جامعہ عثمانیہ پشاور کی ظاہری اور باطنی ترقی میں آپ جیسے بے لوث خدام دین کی توجہات کا فعال کردار رہا ہے اس مختصر مدت میں خلاف توقع ترقی محض اللہ کے فضل و کرم اور آپ جیسے حضرات کی توجہات کی مرہون منت ہے وسائل فقدان کے باوجود گذشتہ سال سے جامعہ میں درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء کا اجراء اور جامعہ کے ساتھ متصل مکان کی چار لاکھ روپے میں خریداری حوصلہ افزا اقدام ہے آپکو معلوم ہوگا کہ جامعہ کی تعلیمی و تعمیری کارکردگی اکتالیس رکنی مجلس شوریٰ کے موقر ارکان حضرات کے مشوروں اور فیصلوں کی تابع ہے جس کے لئے ہر سال جمادی الثانیہ کے آخری عشرہ میں اجلاس ہوتا ہے امسال 2 نومبر 1996ء کے منعقدہ اجلاس میں آئندہ تعلیمی سال نمبر 5 کے لئے درجہ خامسہ کے اضافہ اور دوسرے درجات میں جزدی اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے 487'12'12 (بارہ لاکھ بارہ ہزار چار سو ستاسی روپے) تخمینی بجٹ کی منظوری دی گئی ہے جبکہ سال رواں میں جامعہ کے لئے متصل مکان کی خریداری کی وجہ سے جامعہ تین لاکھ سے زائد کا مقروض ہے۔ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے مخلص اراکین، علماء دیندار اور خدا ترس حضرات کے دستخط سے ثبت شدہ درخواست انشاء اللہ شرف قبولیت حاصل کرے گی لیکن عالم اسباب میں آپ جیسے درد دین رکھنے والے مسلمانوں سے رابطہ رکھنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آپکی حلال آمدنی میں یقیناً" جامعہ کا کچھ حصہ ہوگا۔

خدا کرے کہ آپکی زکواۃ عطیات سے جامعہ کے متوقع اخراجات اور قرض کا ناقابل تحمل بوجھ جزدی یا کلی طور پر پورا ہو اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے (آمین)

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمن
مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور
فون؛273561

اکاونٹ نمبر
1204-96
حبیب بنک برانچ پشاور صدر

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

١

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

ماہنامہ العصر

پشاور پاکستان

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ کی آپ کی خدمت میں

ہمدردانہ اپیل

بحمد اللہ تعالیٰ جامعہ عثمانیہ پشاور کی ظاہری اور باطنی ترقی میں آپ جیسے بے لوث خدام دین کی توجہات کا فعال کردار رہا ہے اس مختصر مدت میں خلاف توقع ترقی محض اللہ کے فضل و کرم اور آپ جیسے خیر حضرات کی توجہات کی مرہون منت ہے وسائل فقدان کے باوجود گذشتہ سال سے جامعہ میں درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا اجراء اور جامعہ کے ساتھ متصل مکان کی چار لاکھ روپے میں خریداری حوصلہ افزا اقدام ہے آپکو معلوم ہوگا کہ جامعہ کی تعلیمی و تعمیری کارکردگی اکتالیس رکنی مجلس شوریٰ کے موقر اراکین حضرات کے مشوروں اور فیصلوں کی تابع ہے جس کے لئے ہر سال جمادی الثانیہ کے آخری عشرہ میں اجلاس ہوتا ہے امسال 2 نومبر 1996ء کے منعقدہ اجلاس میں آئندہ تعلیمی سال نمبر 5 کے لئے درجہ خامسہ کے اضافہ اور دوسرے درجات میں جزوی اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے 487'12'12 (بارہ لاکھ بارہ ہزار چار سو ستاسی روپے) تخمینی بجٹ کی منظوری دی گئی ہے جبکہ سال رواں میں جامعہ کے لئے متصل مکان کی خریداری کی وجہ سے جامعہ تین لاکھ سے زائد کا مقروض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے مخلص اراکین، علماء دیندار اور خدا ترس حضرات کے دستخط سے ثبت شدہ درخواست انشاء اللہ شرف قبولیت حاصل کرے گی لیکن عالم اسباب میں آپ جیسے درد دین رکھنے والے مسلمانوں سے رابطہ رکھنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آپکی حلال آمدنی میں یقیناً جامعہ کا کچھ حصہ ہو گا۔

خدا کرے کہ آپکی زکوٰۃ عطیات سے جامعہ کے متوقع اخراجات اور قرض کا ناقابل تحمل بوجھ جزوی یا کلی طور پر پورا ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے (آمین)

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمٰن
مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور
فون: 273561

اکاؤنٹ نمبر
1204-96
حبیب بنک برانچ پشاور صدر

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر 3

مجلسِ ادارت سرپرست: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ

پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

مدیرِ مسئول: مفتی غلام الرحمٰن ۹ نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

مارچ 1997ء / شوال ذی القعدہ / ۱۴۱۷ھ

اس شمارے میں

قرض اتارو ملک سنوارو	مدیر مسئول	۲
محاسن القرآن	ادارہ	۶
آنحضرت بحیثیت شفیع المذنبین	مولانا اکرام اللہ قاسمی	۹
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمان	۱۳
سودی معیشت	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۶
امریکہ کی دریافت کا سہرا		
مسلمانوں کے سر ہے	نداے مشرق میگزین	۲۱
جامعہ کے پانچویں		
تعلیمی سال کا آغاز	ادارہ	۲۹
شرکت	مفتی غلام الرحمان	۳۳

بدل اشتراک

فی پرچہ: ۷ روپے

سالانہ اندرون ملک: ۷۰

بیرون ملک: ۱۵ ڈالر

رابطہ

فون دفتر: ۰۵۲۱-۲۷۳۵۹۱

خط و کتابت

ماہنامہ العصر پوسٹ بکس ۱۲۰۹

جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیل زر

ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۸۸۷

یونائیٹڈ بینک

سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر

مفتی غلام الرحمٰن

مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ

عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر

مطبع: وحدت پرنٹرز پشاور

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

مدیر مسئول

قرض اتارو ملک سنوارو

بھاری مینڈیٹ کے دعویدار وزیراعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے مسند اقتدار سنبھالتے ہی غیر ملکی قرض کے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے "قرض اتارو ملک سنوارو" کے نام سے جو سکیم شروع کی ملک کے طول و عرض میں اس پر اچھے خاصے تبصرے ہوئے سنجیدہ طبقہ نے تحسین کی نظر سے اس کو دیکھا۔

غیر ملکی قرضوں کے تلے دبی ہوئی قوم کے لئے آخر کار اس سے بڑھ کر اور کیا خوشخبری ہوتی کہ مدتوں سے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے یہود نواز ادارے حریت پسندی کی علمبردار قوم کے ضمیر سے کھیل رہے تھے مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آئے دن پاکستانی قوم پر اپنی مرضی کی شرائط منوانا عذاب سے کم نہ تھا غلامی سے نجات کیلئے یہ سکیم وقت کی ضرورت رہی۔

لیکن اس سکیم کے فوری نتائج کیا رہے؟ وزیر خزانہ کا ایک بیان اس کی نشاندہی کرتا ہے جو 21 مارچ کو ایک پریس کانفرنس میں آپ نے دیا۔ کہ

وزیراعظم کی قرض اتارو ملک سنوارو مہم میں عوام کی طرف سے 210 ملین ڈالر وصول کرنے کے بعد آئی ایم ایف کے ساتھ سٹینڈ بائی سمجھوتہ ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس انتظام کے تحت مزید قرض نہیں لیا جائے گا وزیر خزانہ نے کہا کہ حکومت نے سابق حکومت کے دور میں سٹینڈ بائی انتظام کے تحت قلیل مدت کے لئے جو قرضے منافع کے بھاری شرح پر حاصل کئے جاتے تھے وہ لینا بند کر دیئے ہیں اور جون کے بعد آئی ایم ایف سے ایک نیا سمجھوتہ کیا جائے گا اس سکیم کے

Scanned with CamScanner

ملک کی تاریخ میں بدنام ترین نسوانی حکومت کے خاتمہ پر ولولہ انگیز جذبات سے سرشار قوم کی صرف 210 ملین ڈالر کی قربانی جس میں عطیات کی مد دس فیصد تحت پاکستان اس پوزیشن میں آ گیا ہے کہ وہ فوری طور پر غیر ملکی قرضے اور دوسری ادائیگیاں کر سکتا ہے سٹینڈ بائی کے تحت جو رقم پاکستان کو ملنا تھی اس سے دوگنی رقم قرض اتارو ملک سنوارو مہم کے تحت مل چکی ہے۔

سے تجاوز نہیں سکیم کو کامیابی سے ہمکنار سمجھنا خوش فہمی سے کم نہیں سکیم کی نوعیت اور سازگار ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف سٹینڈ بائی کا خاتمہ یا فوری قرضوں کی ادائیگی کا بندوبست ہونا متوقع کامیابی سے کئی گنا کم ہے اس کو وقتی یا فوری علاج کے طور پر تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن مستقبل میں ملک پر مہنگائی اور گرانی کے سیلاب کے سامنے اس کا ٹھہرنا مشکل ہے سکیم حکومت کے خاتمے کے حق میں ذہن سازی کیلئے کچھ مواد مہیا کر سکتی ہے لیکن بیمار قوم کا علاج اس سے مشکل ہے۔

ابتدائی مراحل میں سکیم کا مقررہ ھدف پورا نہ ہونے میں زیادہ تر حکومتی کارندوں کی سرگرمیاں کارفرما نظر آتی ہیں حکومت نے اس کی تشہیر و ترغیب میں کسی سنجدگی کے ثبوت دینے کی بجائے مروجہ ذرائع تک محدود رکھا اگر برسراقتدار طبقہ کا ہر رکن اس میں ذمہ داری کا احساس کرتا اور قربانی کا ثبوت پیش کرتا یقیناً اس کے نتائج بہتر ہوتے ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کے علاوہ اہل ثروت کو معاشی میدان میں کچھ مراعات دیکر ان کے جذبات خریدے جا سکتے بیرون ملک پاکستانیوں سے رابطہ بھی چند وفود کے سیر و سیاحت کا شکار ہوا ان سے جو رابطہ ہونا چاہیے تھا اس میں حکومت ناکام رہی۔

علاوہ ازیں حکومت کا رویہ اس میں مخلصانہ نظر نہیں آتا کیونکہ قرض اس ناقابل تحمل بوجھ میں اگرچہ سابقہ نسوانی حکومت کا زیادہ دخل ہے لیکن موجودہ

حکومت کا اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینا درست نہیں اگر مسلم لیگ کی حکومت اس قرض میں پچاس فیصد کی ذمہ داری قبول نہ کرے تو چالیس فیصد ذمہ داری قبول کرنے سے انکار بھی نہیں کر سکتی ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ غیر ملکی قرض کہاں خرچ ہوا؟ کیا اس سے غریب اور مزدور طبقہ پر آسودگی آئی ہے؟ کیا اس سے قوم نے دشمن سے جنگ جیت کر خرچ کی ہے؟ یا اس سے ملک کے عوام کی بنیادی ضروریات کی سکیمیں پوری ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں یہی غیر ملکی قرضہ ایک راستہ سے ملک میں داخل ہوا اور مختصر عرصہ میں کرپشن ' فلور کراسنگ اور دوسرے ناجائز ذرائع سے دوبارہ غیر ملکی اکاؤنٹ میں سیاستدانوں اور بیورو کریٹس کے نام جمع ہوا پورے ملک میں شاید کوئی غریب ایسا نہیں ہوگا جس کے ہاتھ یہ رقم آئی ہو۔ بلکہ سرمایہ دار طبقوں نے ہڑپ کر کے ابھی شور مچا رہے ہیں کہیں علاج و معالجہ کے نام پر یہ رقم نکلوائی گئی۔ کہیں کارخانوں کے نام پر قرض لیکر پھر معاف کرنے کے لئے حیلے اور بہانے بنائے گئے آج صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران حضرات ہی اس قرض کے اصل مجرم ہیں جو "چور مچائے شور" کی طرح قرض اتارو ملک سنوارو سکیم میں پیش پیش ہیں خود وزیراعظم کی پوزیشن اس میدان میں شاید واضح نہ ہو کیونکہ گزشتہ دور حکومت میں بینکوں کے قرض کے کئی مقدمات وزیراعظم اور اس کے خاندان کے افراد پر چل رہے تھے جبکہ کابینہ کے کئی افراد اسمبلی کے اکثر اشخاص حکومت کی بھاری رقوم کے قرض دار ہیں۔

اس عذاب سے جان چھڑانے کے لئے یہی اکسیر علاج ہے کہ قومی لٹیروں اور سفید پوش ڈاکوؤں سے قوم و ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس لی جائے اگر غیر ملکی بینک تک رسائی مشکل ہو تو بین الاقوامی میدان میں ان کے لئے راہ ہموار کر کے رقم کی منتقلی آسان بنائی جائے اگر وزیراعظم اس میں قربانی کا مظاہرہ کر کے اس کے کارخانوں کے لئے خاندان کے ہر فرد کے نام پر لیا ہوا قرض واپس کرے اور مسلم لیگ کے ممبران کو بھی اس کا پابند بنائے شاید دوسرے ممبران سے رقم کی وصولی آسان رہے یہی رقم ملک میں کہیں پلازوں ' کہیں کارخانوں ' کہیں سرمایہ داروں کے بنگلوں ' کوٹھیوں اور گھوڑوں کے اصطبلوں کی شکل میں دکھائی دیتا ہے۔

یہ تو ایسا معاملہ ہے جہاں چور بھی لوگوں کو معلوم ہے چوری بھی دستیاب ہے صرف اس کی ضرورت کہ چور کی گرفت ہو اور محاسبہ ہو اگر اس کے لئے قانون کی پیچیدگیاں رکاوٹ بنی ہوئی ہوں تو بھاری اکثریت آخر کس کام آئیگی قانون بنا کر ڈاکوؤں کے محاسبہ کو آسان سے آسان تر بنایا جائے جب تک محاسبہ نہ ہو تو اس نعرہ بازی سے مسئلہ حل نہیں ہوگا اگر موجودہ حکومت بیک قلم اسلامی ثقافت پر حملہ کر کے جمعہ کی چھٹی ختم کر سکتی ہے تو قومی غداروں کو قابو کرنے میں کیا

رکاوٹ ہے؟ معصومیت کی چادر اوڑھ کر قومی دولت ہڑپ کرنے والوں سے اس کی واپسی قرض اتارو ملک سنوارو کا کامیاب نسخہ ہے جو حکومت سے قربانی اور خلوص کا خواہاں ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

شمس الرحمٰن [illegible]

۲۹/۱۱/۱۴۱۷ھ

محاسن القرآن

[illegible]

"اهدنا الصراط المستقیم" "چلا ہم کو راہ سیدھی"

رب کائنات کے دربار میں جس کی عاجزی درخواست کا لب لباب بندہ
یہی کی ہے کہ اے اللہ مجھے سیدھی راہ نصیب فرما یا گمراہی کے راستوں سے
حفاظت فرما گویا سراقہ جملہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبدیت کے مضبوط معاہدہ کے نتیجہ
میں مانگنے کا ڈھنگ اور طریقہ سکھلایا جا رہا ہے یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ اس

ہدایت کی حقیقت اس جملہ میں دو نکات قابل غور ہیں پہلا یہ کہ ہدایت کسے
کہتے ہیں؟ اور صراط مستقیم کیا ہے؟

ہدایت: رہبری رہنمائی کرنے اور راہ دکھانے یا راہ پر لگنے کے معنی میں استعمال
ہوتا ہے تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ جو معنی بھی لیا جائے اس میں مہربانی کی
حقیقت پنہاں ہے گویا لطف و کرم اور مہربانی سے رہبری کا نام ہدایت ہے قرآن کے
انداز بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ درخواست اگرچہ بندے کا انفرادی یا ذاتی معاملہ
ہے لیکن ہدایت انسان کی ایسی ضرورت ہے جو صرف ذات تک محدود نہیں بلکہ جمع
کا صیغہ استعمال کر کے یہ احساس دلایا گیا ہے کہ ہر انسان پوری امت کی ہدایت کے
لئے فکر مند رہے گا اپنے لئے ہدایت مانگنے کے ساتھ پوری انسانیت کے لئے سوال

الصراط المستقیم: صراط راستہ کو کہا جاتا ہے لیکن المستقیم کے ساتھ توصیف سے
معنی میں تخصیص پیدا ہو کر "سیدھا راستہ" مراد ہے مفسرین نے اس کے تعین میں
مختلف توجیہات کی ہیں سیاق و سباق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس
سے مدد مانگنے کے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنا اور اس کی توفیق بخشنا سیدھا راستہ

Scanned with CamScanner

ہے چنانچہ قرآن کے حوالے سے دوسری جگہ ارشاد ہے "وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم" میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ خود آئندہ آیات میں اس کا مصداق بیان ہو رہا ہے کہ منعم علیہم کے راستہ کے سوال اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئی ہے۔ لیکن "الصراط المستقیم" کے مفہوم میں اگر وسعت سے کام لیکر دینی اور دنیوی معاملات میں اصابت اور منزل مراد تک پہنچنا مراد لیا جائے تو اس کا فائدہ زیادہ رہے گا کیونکہ انسان کو قدم بقدم خطرات پیش آتے ہیں مرتے دم تک راستہ سے بھٹکنے اور دور جانے کا احتمال ہے دنیوی اور دینی معاملات میں جب اصابت ہو اور آخری دم تک بد راہ ہونے سے اس کی حفاظت ہو تو یہ یقیناً" سیدھا راستہ ہے۔

ہدایت کے سوال پر شبہ اور اس کا ازالہ آیت کے ظاہر معنی کو دیکھتے ہوئے یہ شبہ ہوتا ہے کہ مسلمان جب ہاتھ باندھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو اللہ تعالیٰ کی خالقیت، ربوبیت اور مالک یوم الدین کا عقیدہ رکھ کر ناز و نیاز کر کے عہدو پیمان کے مراحل سے گزرتا ہے یہی اس کی معراج اور منزل مراد ہے اس کے باوجود ہدایت کا سوال کرنا موجب تحیر ہے آخر کار اس سے آگے کون سے مراتب اور مدارج ہیں جن کے کھلنے کی امید رکھ کر مسلمان ہدایت کا سوال کرتا۔

لیکن ہدایت کے مراتب پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی نقطہ بسیطہ یا خاص مقام نہیں جہاں پہنچ کر رفتار کے مدارج ختم ہوجاتے ہیں اور آگے کسی رفتار کی گنجائش نہیں رہتی تاکہ دوبارہ ہدایت کا سوال تحصیل حاصل کے مترادف ہو بلکہ اس کا دائرہ وسیع ہے۔

ہدایت کے اولین مراتب میں انسان کے ساتھ دوسری مخلوق بھی شریک ہے کیونکہ پیدائش کے اولین ایام میں اپنی بقاء کیلئے متعلقہ موزوں غذا کی تلاش اور خوراک کے لئے تڑپنا اور پھر اس کو بروئے کار لانا ہدایت وجدانی کا پہلا مرتبہ ہے۔ جہاں سے گزر کر حواس کی ہدایت کا دائرہ شروع ہوتا ہے جس میں مضرات سے اجتناب اور منافع کے حصول کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ان دونوں مراحل سے ہر ایک ذی روح کو گزرنا پڑتا ہے ان دونوں مقام کو طے کر کے عقل کا دائرہ شروع ہوتا ہے جو

صرف انسان کی عقلمندی کی وجہ سے اس کا خاصہ ہے اس کی سرگرمیاں بھی محـ
اور متناہی ہیں اس درجہ میں اگرچہ عقل کی وجہ سے کچھ مراحل طے ہوتے ہیـ
لیکن منزل مراد تک پہنچنا صرف مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے کیونکہ عقل خود محـ
ہو کر لامحدود کامیابی اور فلاح کے بارے میں رہبری نہیں کرسکتی ایسی صورت میـ
جہاں عقل کی سرگرمیاں ماند پڑ جاتی ہیں اس کو کوئی راہ دکھائی نہیں دیتا تو وہاں ـ
وعدہ ربانی کی وجہ سے ہدایت کسبی کے مراحل شروع ہوتے ہیں یہی وہ گرانقـ
سرمایہ ہے جس کا وعدہ حضرت آدم علیہم السلام سے ہو کر انسانیت کو راہ راست ـ
لانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور ہدایت کے لـ
ان کو چار بڑی کتابیں اور ایک سو دو سرے صحائف دیئے گئے۔

یہی ہدایت انسان کی کامیابی اور فلاح کا ضامن ہے اس میں کمال تک پہنـ
میں کئی مدارج ہیں جس کی ابتداء "انابت الی اللہ" سے ہو کر "ربط القلب" پر اـ
کا دائرہ پہنچتا ہے۔

اولین مرحلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسان کی طبیعت میں اللـ
تعالیٰ کی طرف رجوع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے یہی آگے جاکر "رصابت" کے درجہ میـ
تبدیلی اختیار کرتا ہے گویا انسان کی طبیعت میں بے لوث جذبہ کی پیدائش اس ـ
ہدایت کے دروازے کھلتے ہیں ہدایت پاکر آگے مزید ترقی کے لئے استقامت کا اـ
وسیع میدان ہے جہاں زندگی کی زندگیاں ختم ہوجاتی ہیں آگے کہیں جا کر ربـ
القصب کا ایسا درجہ نصیب ہوتا ہے جس میں کسی کی ملامت یا خوف کا خطرہ باقـ
نہیں رہتا بلکہ خالق کائنات کے نام پر مرمٹنا مراد سمجھا جاتا ہے اس حقیقت واضـ
ہونے کے بعد یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ ہدایت کے آخری مراتب و مراحل میـ
سوال کرنے سے تحصیل حاصل کی صورت لازم نہیں آتی بلکہ ترقی کا میدان کھلا رکـ
کر بار بار اس کو آگے جانے کی ترغیب دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

"آنحضرتؐ بحیثیت شفیع المذنبین"

اکرام اللہ جان قاسمی

خاتم النبیین، رحمتہ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ بے پناہ شفقت و محبت تھی۔ آپؐ دن رات اسی فکر اور محنت میں رہتے کہ کس طرح تمام انسان دنیا و آخرت کی کامیابی اور سرخروئی حاصل کریں اپنی اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کیلئے آپؐ پورا دن لوگوں کو اسلام قبول کرنے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی دعوت دیتے اور ساری رات اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت میں مشغول رہتے اور اخیر رات میں جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو امت ہی کی ہدایت اور مغفرت طلب کرتے امت کے ساتھ آپؐ کی یہ محبت اور شفقت قیامت کے دن بھی ہوگی اور روز محشر جبکہ تمام نبی، ولی اور دوسرے انسان اپنی اپنی جانوں کی فکر میں لگے ہوں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے آپؐ کو اپنی امت کی فکر دامنگیر ہوگی اور آپؐ کی زبان مبارک پر "امتی۔ امتی" کی پکار ہوگی آپؐ کے اسی غم اور فکر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپؐ کو امت کے گنہگاروں کی شفاعت کی خصوصی اجازت مرحمت فرما دیں گے قرآن پاک کی سورت اسراء میں ہے **عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا** (1) قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مقام محمود میں اٹھائے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تمام صحیح روایتوں میں بہت سارے صحابہ کرام سے منقول ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ (2)

شفاعت کا لفظ عربی لغت میں شفع سے نکلا ہے اس کے معنی جوڑا بنے اور ایک کے ساتھ دوسرے کے ہونے کے ہیں چونکہ شفاعت کی اصل یہی ہے کہ کسی درخواست گزار یا خطاکار کے ساتھ ہو کر کسی بڑے کے حضور اس کی درخواست کو قبول کر لینے کی خواہش کا اظہار کرنا یا اس کی خطا سے درگذر کر کے جان بخشی کرا لینا ہے اس لئے آپؐ کی شفاعت بھی یہی ہوگی کہ آپؐ گنہگاروں کی زبان بن کر ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی عزت سے اس کے حضور بخشش و مغفرت کی درخواست پیش کریں گے۔

موطا امام مالک اور صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوھریرۃ سے منقول ہے کہ آپؐ

نے فرمایا کہ ہر نبی کو ایک مقبول دعا مانگنے کا موقع عطا کیا گیا ہر نبی نے وہ دعا مانگ لی
وہ قبول کر لی گئی لیکن میں نے اپنی دعا کا یہ موقع قیامت کے دن کیلئے چھپا رکھا ہے
وہ اپنی امت کی شفعات ہے۔ (3) یہ بھی فرمایا کہ میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا
سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ (4) ایک جگہ فرمایا
مجھ کو دیگر انبیاء پر چند فضیلتیں عطاء ہوئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ مجھے شفاعت عطا
کی گئی ہے (5) بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے
روز ہر امت اپنے اپنے پیغمبر کے پیچھے جائے گی اور کہے گی اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ
کی درگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ شفاعت کا معاملہ آنحضرتؐ تک پہنچ
جائے گا یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو مقام محمود میں اٹھائے گا (6) حدیث کی
اکثر کتابوں خصوصاً بخاری و مسلم میں کئی صحابہ کرام سے یہ طویل حدیث شریف منقول
ہے کہ آنحضرتؐ نے صحابہ کرام کی ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ قیامت کے ہولناک
میدان میں لوگوں کو ایک شفاعت کرنے والے کی تلاش ہوگی لوگ پہلے حضرت آدم علیہ
السلام کے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں خدا نے آپ کو اپنے
ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو آپ کے سجدہ کا حکم دیا
آپ خدا کے حضور میں ہماری سفارش کیجئے وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں میں
نے خدا کی نافرمانی کی تھی آج خدا کا وہ غضب ہے جو کبھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا۔ نفسی
نفسی (ہائے میری جان! ہائے میری جان) لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں
گے اور کہیں گے کہ آپ روئے زمین کے پہلے پیغمبر ہیں خدا نے آپ کو شکرگزار بندہ کا
خطاب دیا ہے آج خدا کے حضور ہماری سفارش کیجئے۔ وہ کہیں گے ہمارا یہ رتبہ نہیں
آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا مجھ ایک مستجاب دعا کا موقع
عنایت ہوا تھا وہ اپنی قوم کی تباہی کیلئے مانگ چکا۔ نفسی نفسی۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جاؤ۔ مخلوق ان کے پاس جائے گی اور اپنی وہی درخواست پیش کرے گی کہ آپ تمام
انسانوں میں خدا کے دوست ہوئے اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے وہ بھی کہیں
میرا یہ رتبہ نہیں آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا نفسی نفسی تم

موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ ۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ ! آپ خدا کے پیغمبر ہیں خدا نے اپنے پیام و کلام سے آپ کو لوگوں پر برتری بخشی ہے اپنے خدا سے ہمارے لئے سفارش کیجئے حضرت موسیٰ ان سے کہیں گے کہ آج خدا کا غضب ہے جو کبھی نہ ہوا اور نہ ہوگا میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا ۔ نفسی نفسی ۔ تم لوگ عیسیٰ کے پاس جاؤ ۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاکر کہیں گے کہ اے عیسیٰ ! آپ خدا کہ وہ رسول ہیں جس نے گہوارہ میں کلام کیا اور کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہیں اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے وہ بھی کہیں گے یہ میرا رتبہ نہیں آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا نفسی نفسی تم محمدؐ کے پاس جاؤ ۔ مخلوق آپؐ کے پاس آئیگی اور کہے گی اے محمدؐ ! آپؐ خدا کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور وہ ہیں جس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہیں آپؐ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے ۔ آپؐ اٹھ کر عرش کے پاس آئیں گے اور اذن طلب کریں گے اذن ہوگا تو سجدہ میں گر پڑیں گے آپؐ کے سامنے وہ کچھ کھول دیا جائے گا جو کسی اور کیلئے نہیں کھولا گیا اللہ تعالیٰ اپنے محامد اور تعریفوں کے وہ معنی اور الفاظ آپؐ کے دل میں القاء فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کو القاء نہ ہوئے آپؐ دیر تک سربسجود رہیں گے پھر آواز آئے گی یا محمد ! **ارفع راسک سل تعط اشفع تشفع** ۔ اے محمدؐ ! سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا ۔ مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی ۔ عرض کریں گے الٰہی امتی امتی ۔ خداوندا میری امت میری امت ۔ حکم ہوگا جاؤ جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو نجات ہے آپؐ خوش خوش جائیں گے اور ان لوگوں کی شفاعت کر کے دوبارہ حمد و ثناء کر کے عرض پرداز ہوں گے اور سجدہ میں گر پڑیں گے پھر صدا آئیگی اے محمدؐ! سر اٹھاؤ ۔ کہو سنا جائے گا ۔ مانگو دیا جائے گا ۔ شفاعت کرو قبول ہوگی ۔ عرض کریں گے الٰہی امتی امتی ۔ حکم ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ بخشا جائے گا حضورؐ جائیں گے اور ان کی شفاعت کر کے واپس آکر عرض گزار ہوں گے حمد و ثناء کریں گے اور سربسجود ہوں گے غرض اس طرح بار بار ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت و کبریائی اور اپنی عظمت و جبروت کی قسم میں دوزخ سے اس شخص کو نکالوں گا جس نے مجھے ایک کہا اور اپنے لئے دوسرا معبود نہیں بنایا۔

اب جب یہ معلوم ہوا کہ قیامت کے ہولناک دن مسلمانوں کی مغفرت کا سہارا اور گنہگاروں کی بخشش کا واحد ذریعہ آنحضرتؐ کی شفاعت ہے تو یہ جاننا لازم ہے کہ آنحضرتؐ کی شفاعت کا مستحق بننے کے لئے کونسی چیزیں ضروری ہیں اس سلسلے میں بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کریں ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص اذان کی آواز سنے اور یہ کلمات پڑھے - **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامتہ والصلوۃ القائمتہ ات محمد ن الوسیلتہ و الفضیلتہ و ابعثہ مقاما محمود الذی و عدتہ** تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت پہنچے گی - (8)

اس کے علاوہ آنحضرتؐ کی ذات پر کثرت کے ساتھ درود بھیجنے کو بھی شفاعت کے حاصل ہوجانے میں خصوصی دخل حاصل ہے - چنانچہ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جو شخص صبح و شام مجھ پر درود شریف بھیجے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا (9) نیز علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں حضرت رویفع بن ثابتؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو یہ درود پڑھتا رہے گا - **اللھم صل علی محمد و انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیامہ** - اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی - (10)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آنحضرتؐ کے لائے ہوئے دین کو اپنانے اور وہ اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرماوے جو قیامت کے سخت ترین دن ہمارے لئے آنحضرتؐ کی شفاعت کا ذریعہ بن سکیں - **و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العاملین**

حوالہ جات

(1) سورۃ الاسراء ، آیت (79)

(2) صحیح بخاری / جامع ترمذی ، تفسیر آیت مذکورہ

(۳) بخاری کتاب التوحید و کتاب الدعوات / صحیح مسلم باب الشفاعۃ
(۴) صحیح مسلم ۔ باب فضائل النبیؐ
(۵) صحیح بخاری و مسلم ۔ کتاب المساجد
(۶) صحیح بخاری و ترمذی و مستدرک تفسیر آیت "عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا" ۔ و صحیح مسلم ۔ کتاب الایمان باب الشفاعۃ
(۷) صحیح بخاری باب تفسیر سورۃ بنی اسرائیل ۔ و کتاب الانبیاء ذکر نوح و صحیح مسلم باب الشفاعۃ ۔
(۸) بخاری باب الدعاء ۔ عند النداء
(۹) طبرانی ۔
(۱۰) علامہ سخاوی : القول البدیع

اعلان

ملک خداداد میں سال ۱۹۹۷ء گولڈن جوبلی کے طور پر منانے کی مناسبت سے ادارہ کی خواہش ہے کہ قیام پاکستان میں علماء کرام کے کردار سے عوام کو روشناس کرایا جائے کہ اس ملک کے قیام میں علماء کرام نے کیا قربانیاں دی ہیں اور متعصب قلم نگاروں نے علماء کی قربانیوں سے چشم پوشی کر کے مخلوق خدا کو ان کے کارناموں سے اندھیرے میں کیوں رکھا ہے؟ پورے ملک کے علماء کرام کے کارناموں کا تذکرہ شاید گراں ہو اس لئے ادارہ اس موقعہ پر اپنی سرگرمیاں علماء سرحد کے کارناموں کے تذکرہ تک محدود رکھتا ہے۔

امید ہے کہ اس موضوع پر معلومات رکھنے والے حضرات ہمارے ساتھ تعاون فرما کر قیمتی مضامین بھیجنے میں دیر نہیں کریں گے۔

ادارہ العصر

Scanned with CamScanner

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

نواسے کا محروم ہونا

معلوم یہ کرنا چاہئے کہ شریعت کی روسے مندرجہ ذیل ورثاء کے درمیان مرحوم باپ کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا جس نے مرتے وقت نہ کوئی وصیت کی ہے اور نہ اس پر کوئی قرض واجب الادا ہے جبکہ پسماندہ ورثاء میں بیوہ ' دو بیٹے ' اور ایک نواسہ یعنی مرحوم کی زندگی میں وفات پانے والی بیٹی کا بیٹا زندہ ہے۔

آپ کا خیر اندیش شجاع الدین ' اسلام آباد

الجواب وباللہ التوفیق

اگر حسب بیان محررہ مرحوم کے پسماندہ ورثا میں واقعی دو بیٹے اور ایک بیوہ زندہ ہو تو مرحوم کی جائیداد کا ثمن ایک $\frac{1}{8}$ حصہ بیوہ کو دیکر بقیہ ترکہ دونوں بیٹوں میں مساوی تقسیم ہو گا اس لئے کل متروکہ کا $\frac{2}{16}$ بیوہ کو اور $\frac{7}{16}$ ، $\frac{7}{16}$ ہر ایک بھائی کو دیا جائے گا۔

بیٹی کی اولاد ذوی الارحام شمار ہوتے ہیں جن کو میراث ذوی الفروض اور عصبہ کی عدم موجودگی میں ملتی ہے۔ صورت مسئولہ میں نواسے کو کچھ نہیں ملتا نانا کی جائیداد میں حصہ رسدگی سے محروم رہیں گے

(۲) نوٹ کے تبادلہ میں کمی بیشی

میں سہروں کا کاروبار کرتا ہوں جس کے لئے ہمیں جو نئے نوٹ خریدنے پڑتے ہیں نئے نوٹوں کی کاپیاں خریدنے کے لئے عموماً ہمیں دو طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں یا تو بنک والوں کو رشوت دیکر کاپیاں مل سکتی ہیں اور یا بعض ایجنٹ کے ذریعہ نوٹوں کی کاپیاں زیادہ رقم دیکر خریدنے پڑتا ہے۔

کیا شرعاً" ہمیں ایسے معاملہ کی اجازت ہے یا نہیں۔ نجیب اللہ سہرا فروش ورسک روڈ پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

نوٹ ثمن عرفی ہے جس میں مفتی بہ قول کی رو سے کمی و بیشی سے تبادلہ سود کے حکم میں ہے۔ اس لئے ایک سو روپے کی کاپی ایک سو بیس سے خریدنا یا پانچ سو روپے کی کاپی پانچ پچاس سو میں خریدنا سود ہے جو قرآن و حدیث کی رو سے حرام ہے۔

ایسا ہی بنک سے نئے نوٹوں کی کاپیاں وصول کرنا ذاتی حق نہیں جس کے حصول کے لئے سود دینے کی گنجائش پیدا ہو اس لئے آپ کے لئے دونوں طریقوں کے اپنانے سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاہم اگر بنک یا کسی دوسرے ادارہ سے بغیر کسی کمی کے کاپیاں میسر ہوں تو سہروں میں لگا کر بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسا ہی بنے بنائے سہرے خرید کر آپ اپنا کاروبار چلا سکتے ہیں۔

(۳) نمازی یا ذاکر پر سلام ڈالنا

ہماری مسجد میں بعض لوگوں کی عادت ہے کہ نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں لوگ عموماً نوافل اور اذکار میں مشغول ہوتے ہیں جو سلام کے جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں کیا ایسی صورت میں سلام کا جواب نہ دینے سے انسان گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں۔

حاجی نادر خان محسی صالح خانہ نوشہرہ

الجواب وباللہ التوفیق

جہاں کہیں کوئی مسلمان کسی طبعی یا شرعی تقاضوں میں مصروف ہو۔ مصروفیات کے ہوتے ہوئے جواب سے قاصر ہو تو ایسے شخص پر سلام کہنا سنت نہیں ایسی صورت میں اگر جواب نہ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ ذکر میں شغل بھی ایسا معاملہ ہے جہاں پر سلام کے جواب دینے سے اس کی توجہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اس لئے مسجد میں جماعت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ذاکرین پر سلام نہیں ڈالنا چاہئے۔

علاء الدین الحصکفی فرماتے ہیں مصل وتال و ذاکر و محدث و خطیب الخ حاشی ردالمختار ج ا ر 414

سودی معیشت

سودی عرف کی وجہ سے سود جائز نہیں

ڈاکٹر حسن

سود کے جواز کے لئے عرف کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ شریعت میں بہت سے
مسائل ایسے ہیں جو عرف کی وجہ سے جائز ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں سو
رائج ہے۔ اگر پوری دنیا کے لوگوں کے سودی کاروبار کو جمہور کی عادت قرار دے
کر سود کو جائز کردیا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ کیونکہ عرف اس کا نام ہے کہ
جمہور امت کسی قول یا فعل پر متفق ہوجائے۔
زیر نظر سطور میں یہ بات واضح کرتی ہے کہ سود اس عرف کی وجہ سے جا
نہیں بلکہ حرام ہے۔

عرف کی حقیقت:-

(1) العرف COM
HABI **عادته جمهور فی قول او عمل** ۔ کسی قول یا
جمہور کی عادت ۔ (2) **ما یفعله الناس اوالشخص علی حکم العق**
مرة بعد مرة من غیر تکلف و علی هذا فانه لیس من العاد
استمر علیه الناس تطبیقا لنص الشرعی کوئی ایسا کام جس کو لو
ایک شخص بہ موجب عقل بار بار بلا تکلف ادا کرے۔
کسی شرعی نص پر عمل کے لئے لوگوں کی عادت بن جائے تو اس کو عرف نہ
کہتے ۔ (**معجم لغته الفقهاء ص** 300)
(3) **ما تعارف علیه الناس فی عاداتهم و معاملاتهم** لوگوں کی عا
اور معاملات میں جو قول و عمل متعارف ہو ۔ (**القاموس الفقهی** 249)
اس لحاظ سے دو طرح کا عرف ہوا ۔ قولی و عملی

قولی عرف یہ ہے کہ لفظ سے ایک معنی مراد لیا جائے اور ذہن دوسری طرف نہ جائے۔
عملی عرف یہ ہے کہ کوئی کہے کہ میں گندم کھاتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گندم کی روٹی کھاتا ہوں۔ کیونکہ لوگ عرف گندم کی روٹی کھانے کا ہے (لوگوں کا عرف گندم کی روٹی کھانے کا ہے نہ کہ گوندھے ہوئے کچے آٹے کا۔

عرف کو دلیل بنانے کے دلائل :-

فقہاء فرماتے ہیں **الثابت بالعرف کالثابت بدلیل شرعی** عرف سے ثابت شدہ مسئلہ ایسا ہے جیسے دلیل شرعی سے ثابت ہو۔ **الثابت بالعرف کالثابت بالنص**۔ علامہ ابن عابدین نے ایک رسالہ اس موضوع پر لکھا ہے جس کا نام ہے **نشر العرف فی بنا بعض الاحکام علی العرف**۔ فرماتے ہیں **ان بعض العلماء استدل علی اعتبار العرف بقوله سجانه و تعالیٰ خذا العفو و امر بالعرف و قال فی الاشباه القاعدة السادسته العادته محکمه و اصلها قولہ ﷺ ما رآه المسلمون حسنا" فهو عند اللّٰه حسن** علماء عرف کی دلیل میں فرماتے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے عادت کر درگزر کی اور حکم کر نیک کام کا۔ الاشباہ میں چھٹا قاعدہ ہے کہ عادت محکم (مضبوط) ہے۔ اس کی اصل حضورؐ کا قول ہے۔ جس بات کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہوتی ہے۔ (رسائل ابن عابدین ج 2 ص 115) علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔ **والعرف المعروف الجمیل من الافعال**۔ یعنی عرف سے مراد اچھے اچھے کام ہیں۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں۔ **والاعرف فی الشرع له اعتبار**
عرف شرعاً" معتبر ہے۔ اس لئے عرف کبھی کبھار حکم کا مدار بنتا ہے۔ (شرح **عقود رسم المفتی ص** 94)

چند عرفی مسائل :-

عرف کی وجہ سے کبھی حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لیا جاتا ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ آسمان برسا تو اس کا مطلب ہے کہ بارش بری ۔ اگر کوئی کہے کہ نہر جاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ پانی جاری ہے ۔ کبھی حقیقت قاصرہ مراد ہوتا ہے ۔ یعنی حقیقت کے کل افراد کی بجائے بعض افراد مراد لینا ۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ سری نہیں خریدے گا تو مراد گائے، بکری کی سری ہوگی۔ حالانکہ سری کے افراد بہت سے ہیں ۔ کبوتر اور چڑیا کی سری خریدنے سے حانث نہ ہوگا ۔ کیونکہ بازار میں گائے اور بکری کی سری فروخت ہوتی ہے ۔ اگر کوئی قسم کھائے کہ انڈے نہ کھاؤں گا تو مرغی اور بطخ کے انڈے مراد ہوں گے ۔ حالانکہ پرندوں کے انڈے بھی ہوتے ہیں ۔ لیکن عرفا" مراد نہیں ہوتے ۔ عرف کی وجہ سے کبھی مطلق مقید ہوجاتا ہے کوئی شخص خرید و فروخت کے وقت صرف ثمن ذکر کرے ۔ مثلا" یوں کہ دو سو کی دے دو ۔ اب دو سو کے سات ریال، ڈالر، روپیہ اور درہم کا ذکر نہیں کیا ۔ لیکن اس شہر میں رائج الوقت سکہ ریال تھا، تو دو سو سے مراد دو سو ریال ہوں گے ۔ کیونکہ ریال سکہ رائج الوقت تھا۔

عرف کا دائرہ عمل

قرآن و حدیث میں حلال اور حرام کی تمیز واضح طور پر موجود ہے ۔ اگر کہیں قرآن حدیث کی تصریح نہیں تو مجتہدین نے حلال و حرام قواعد شرعیہ کی روشنی میں بتا دیئے ہیں ۔ اسی طرح عرف کا اپنا ایک دائرہ عمل ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا ۔ ایسا نہیں کہ کس چیز کو اسلام نے حلال کردیا ہو اور عرف اس کو حرام قرار دے ۔ یا کوئی چیز شریعت میں حرام ہے اور عرف کی وجہ سے اس کو حلال کردیا جائے ۔ مثلا" غیبت نص قطعی کی وجہ سے حرام ہے اور لوگوں کی عادت بن گئی ہے ۔ اس عادت کی وجہ سے جائز نہیں ہوسکتی ۔ زنا حرام ہے اور لوگوں کی عادت بن گئی ہے ۔ اس عادت کی وجہ سے جائز نہیں ہوسکتی ۔ زنا حرام ہے لوگ اس کو عرف

Scanned with CamScanner

بنالی، تو جائز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فقہاء کرام نے عرف کے بارے میں واضح کر دیا کہ کہاں کہاں اس کو مدار حکم بنایا جاسکتا ہے اور کہاں نہیں بنایا جاسکتا۔ اگر عرف کسی دلیل شرعی اور نص کے موافق ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اگر عرف نصوص شرعیہ کے مخالف ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں **ولا اعتبار للعرف المخالف للنص لان العرف قدیکون علی باطل بخلاف النص** نص کے مخالف عرف کا کوئی اعتبار نہیں۔ فرماتے ہیں **والعرف غیر معتبر فی المنصوص علیہ**۔ منصوص علیہ حکم میں عرف کا کوئی اعتبار نہیں۔ لکھتے ہیں **فان خالفہ من کل وجہ بان لزم منہ ترک النص فلا شک فی ردہ کتعارف الناس کثیر من المحرمات من الربا و شرب الخمر ولبس الحریر و الذہب و غیر ذالک مما ورد تحریمہ نصا**"۔ اگر عرف سے کسی نص کا کلی طور پر ترک لازم آتا ہے تو ایسا عرف مردود ہے۔ جیسے لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ سود کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں، ریشم پہنتے ہیں اور سونے کا استعمال کرتے ہیں یہ سب کام حرام ہیں۔ (رسائل ابن عابدین ج 2 ص 116)

اگر عرف سے نص کا ترک بالکلیہ لازم نہیں آتا بلکہ کسی خاص فرد کے لحاظ سے مخالف ہو تو عرف پر عمل جائز ہے۔ مثلاً" دلیل شرعی عام ہے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں۔ **وردا نہی عن بیع ما لیس عند الانساہ** جو چیز انسان کے پاس موجود نہ ہو اس کی بیع منع ہے۔ لفظ ما عام ہے۔ اس کے بہت سے افراد ہیں۔ عرف کی وجہ سے اس کا ایک فرد خاص کیا گیا ہے۔ لوگوں کے تعامل کی وجہ سے موچی سے جوتے کی بیع موجود ہونے سے پہلے جائز ہے۔ اس کو **استضاع** کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر اس چیز کی خرید و فروخت ناجائز ہے جو موجود نہ ہو۔ اس مذکورہ صورت میں دلیل عام تھی کہ عرف سے اس کے اندر صرف تخصیص آگئی اور یہ جائز ہے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں۔ **فان العرف العام یصلح مخصصا** عرف عام سے تخصیص جائز ہے۔

Scanned with CamScanner

اگر عرف عام (سب مسلمانوں کا تعامل) یا عرف خاص (کسی خاص علاقہ کا تعامل) قیاس کے خلاف ہے تو قیاس کو ترک کردیا جائے گا اور عمل عرف پر ہوگا۔ ابن عابدین فرماتے ہیں۔ **و یترک به القیاس** مذکورہ تفصیل کے ساتھ یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ سود کو عرف کی وجہ سے جائز قرار دینے سے حرمت سود کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ سود **مطلقاً** حرام ہے۔ اگر کسی بھی معاملہ میں سود کو عرف کی وجہ سے جائز کردیا گیا تو سود کی حرمت والی نصوص کا ترک لازم ہوگا۔

علامہ ابن عابدین نے مثال بھی سود کی دی ہے کہ عرف کی وجہ سے سود جائز نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں سود کی مثال دے کر واضح کردیا کہ عرف کی وجہ سے سود جائز نہیں۔ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ لیکن آج بعض دلدادگان سود عرف کو سود کے جواز کی دلیل بنا رہے ہیں۔

انتقال پر ملال

حضرت مولانا الحاج حافظ محمد زکریا صاحب ' بروز جمعرات 2 جنوری 1997ء بعمر اسی برس انتقال کر گئے ' انا اللہ وانا الیہ راجعون مرحوم جید عالم دین ' نیک سیرت ' پختہ حافظ قرآن ' توحید و سنت کے داعی اور مبلغ تھے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانو خیل کے بانی و مہتمم تھے مرحوم نے پوری زندگی توحید و سنت کی اشاعت اور درس و تدریس میں گذاری اپنا ذریعہ معاش آبائی رقبہ کی زراعت و کاشتکاری کو بنائے رکھا حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سے بیعت تھے اور انہیں کے بتائے ہوئے وظائف پر کار بند تھے۔ تفسیر میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم کے تلمیذ تھے اور ان ہی کے طرز پر درس قرآن دیتے رہے قارئین العصر سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

امریکہ کی دریافت کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے

(بشکریہ شرق سنڈے میگزین)

یوں تو مسلمانوں کی تاریخ کی کئی پہلوؤں پر از سرِ نو تحقیق کی اشد ضرورت ہے لیکن ماضی میں مسلمانوں کی بحری تاریخ کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی حالانکہ بحری میدان میں مسلمانوں کے کارہائے نمایاں سنہرے الفاظ میں لکھنے کے قابل ہیں۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان بلاشرکت غیرے تمام سمندروں کے حکمران تھے۔ بحیرہ احمر، خلیج فارس، بحیرہ اوقیانوس، بحیرہ روم میں مسلمان بحری بیڑوں کے حکمران تھے۔ کوئی ان سے آنکھ ملانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بحیرہ روم کے تمام جزائر مثلاً" مالٹا، قبرص، سسلی، کریٹ، رھوڈس سارڈینیا اور کورسیکا وغیرہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھے بلکہ بقول جناب عبدالصبور طارق صاحب "بحیرہ روم میں ایک مسلم جھیل کی صورت اختیار کر گیا تھا۔" اور اس جھیل میں ہر طرف اسلامی پھریرے لہرائے رواں دواں رہتے تھے۔ اس زمانے کی دیگر بڑی بڑی بحری طاقتیں مثلاً" رومی، بازنطینی، فرانسیسی وغیرہ مسلمان بحری بیڑے سے ٹکرانے کی ہمت نہیں کر سکتی تھیں۔ تمام بحری تجارتی راہیں مسلمانوں کے کنٹرول میں تھیں۔ ان کے بحری تجارتی جہاز چین تک جاتے تھے ان کی تجارت انڈونیشیا کے جزائر سری لنکا ہندوستان سے لے کر افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ سرجان کب اپنی کتاب تاریخ عرب میں رقم طراز ہیں۔ "نویں صدی عیسوی میں عربوں کے تجارتی ہندوستان، جاوا، ساٹرا، سیلون، حتیٰ کے چین میں واقع کینٹن تک چلایا کرتے تھے۔ بلکہ ہندوستان کے شہر بمبئی میں انہوں نے بالکل ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرز پر ایک ادارہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ الغرض دنیا بھر کے سمندروں پر مسلمانوں کی حکمرانی مسلم تھی۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہماری نئی نسل اپنے آباء کے بحری کارناموں سے مکمل

حور ی سے بے خبر ہے اس سلسلہ میں بعض شخصیات نے کوشش کی ہے کہ نئی نسل کو
آباؤ کے بحری کارناموں سے واقف کرا سکیں ان میں جناب عبدالصبور طارق صاحب
خصوصاً" جناب سید سلیمان ندوی صاحب کے ہم قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنے تحریر
مسلمانوں کے بحری کارنامے" اور "عربوں کی جہاز رانی" میں مسلمانوں کی شاندار
تاریخ کا تفصیلاً" ذکر کیا ہے انہیں دو کتابوں کی مدد سے آج کی سطور تحریر کی جا رہی ہیں
مضمون کا عنوان یقیناً" آپ کو حیران کر دے گا مگر جو تحقیق ہوئی ہے اس سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کولمبس سے بہت پہلے امریکہ پہنچ چکے تھے۔ اس سلسلہ میں
علامہ سید سلیمان ندوی صاحب اپنے ایک مقالے "عرب اور امریکہ" میں لکھتے ہیں کہ
مسلمان کولمبس سے بھی دو تین سو سال پہلے امریکہ پہنچ چکے تھے۔ اپنے اس اہم مقالے
میں علامہ صاحب تین پہلوؤں کو اپنے بیان کے حق میں پیش کرتے ہیں۔ (1) امریکہ کی
اصلی زبان پر عربی کا اثر۔ (2) قدیم امریکی اقوام پر عربی تمدن کا اثر اور (3) سب سے اہم
یہ کہ موجودہ وقت میں بھی امریکہ میں قدیم عربی باشندوں کا وجود۔ ذیل کی سطور میں ہم
فرداً" فرداً" تینوں پہلوؤں کا جائزہ لیں گے۔

(1) امریکہ کی اصلی زبان پر عربی کا اثر

ندوی صاحب اپنے مقالے میں ایک امریکی پروفیسر لیوویز کی کتاب سے اقتباسات
لئے ہیں۔ موصوف قدیم امریکی زبان کے ماہر تھے۔ نیز 26 دیگر زبانوں پر بھی انہیں عبور
حاصل تھا۔ انہوں نے امریکہ آنے والی ہر ان اقوام کی دریافت کا نیا طریقہ اختیار کیا ہے
۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے امریکہ کے باشندوں نے پرانی زبان کی فیلالوجیکل تحقیقات
سے یہ پتہ لگایا کہ قدیم امریکی زبان کن کن زبانوں سے متاثر ہوتی رہی ہے۔ پروفیسر
موصوف کی تحقیقات سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ امریکہ کی اصلی قدیم زبان میں انگریزی،
فرانسیسی، ہسپانوی اور پرتگالی سے پہلے جس زبان کے الفاظ داخل ہوئے ہیں وہ عربی زبان
ہے۔ ان کی اپنی تحقیق کے مطابق یہ الفاظ امریکی زبان میں 1290ء کے لگ بھگ داخل

ہوئے ۔ جبکہ کولمبس نے امریکہ کی دریافت کا شور اس کے ٹھیک دو سو سال بعد مچایا ۔
پروفیسر وینبر نے ثابت کیا ہے کہ کولمبس سے پہلے بھی بحراوقیانوس میں تجارتی
جہاز رانی ہوا کرتی تھی ۔ مگر اس وقت تاجر اپنی بحری مہمان کو بادشاہوں کے ڈر کی وجہ
سے چھپاتے تھے اس طرح ثابت ہوا کہ امریکہ کی دریافت کا سہرہ غلط طور پر کولمبس کے
سر باندھا جاتا ہے جبکہ مسلمان اس سے دو سو برس قبل ہی وہاں پہنچ چکے تھے

سید سلیمان ندوی صاحب اپنے مقالے میں لکھتے ہیں " پہلے آثار قدیمہ کے
ماہرین کا تنہا یہ بیان تھا کہ امریکہ میں عربی تہذیب کا اثر کولمبس سے بہت پہلے پایا جاتا ہے
اب اس بیان کے حق میں زبانوں کی تحقیق بھی شامل ہوگئی ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ نئی دنیا "امریکہ" افریقی عربی تہذیب سے بہت زیادہ متاثر ہوچکی تھی ۔ علامہ صاحب
کے مطابق امریکہ کی پرانی اقوام میں دو ممتاز نام ملتے ہیں ۔ "ازت اور گایہ" یہ اپنے عربی
الفاظ کی بگڑی ہوئی شکل ہیں ۔ پہلا نام اصل میں "ازد" ہے اور دوسرا "معاویہ" "ازد"
قوم کے متعلق سید صاحب فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے ابتدائی دور میں اومان سے
افریقہ اور مدنی سکر کے بحری جہاز ران تھے اور اپنی جہاز رانی کی وجہ سے بہت ممتاز تھے ۔
ہال ویز کہتا ہے ازت اور مابہ کی تہذ-یبیں دراصل امریکہ میں افریقہ کی تہذیب کی نقل
تھیں اور ان کا زمانہ 1150ء سے 1200ء تک قرار دیا جا سکتا ہے ۔"

بقول سید صاحب "لوگوں کا یہ سوال بجا تھا کہ اگر کولمبس سے پہلے امریکہ میں
عربوں کی آمد و رفت تھی تو وہاں ان کے نشانات کیوں نہیں ملتے اور ان کی کسی نو آبادی
کا پتہ کیوں نہیں چلتا ۔ مگر خدا کی قدرت دیکھیئے کہ جس وقت یہ سطریں زیر تحریر تھیں
امریکہ کے ایک عربی اخبار "البدیٰ" نے ایک نیا انکشاف کیا اس انکشاف نے پوری دنیا
میں تہلکہ مچا دیا ۔ اخبار لکھتا ہے کہ " براعظم امریکہ میں اب بھی ایسے مقامات ہیں کہ
جہاں اس براعظم کے پرانے باشندے آباد ہیں اوز اب تک اپنی پرانی قبائلی زندگی بسر کر
رہے ہیں اور جہاں اب تک کسی یورپی سیاح کے قدم نہیں پہنچے ۔ یہ مقامات میکسیکو کے
علاقہ میں زیادہ ہیں ۔"

اس اخبار کی رپورٹ بہت سے اخبارات نے لی مثلاً" المقطم دسمبر 1930ء

پیام کلکتہ 28 دسمبر 1930ء وغیرہ اس کے مطابق ایک شامی عرب تاجر میکسیکو کے ...
میں راستہ بھول کر ایک ایسے جنگل میں پہنچ گیا کہ جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت نہ ...
۔ وہاں اس نے ایک قبیلہ دیکھا اور اپنی زبان میں ان سے رات گزارنے کی درخواست
کی ۔ اس قبیلہ کے ایک شخص نے جواب میں عربی زبان میں اس سے کہا کہ ہم تمہاری
زبان نہیں سمجھتے ۔ عرب سوداگر جنگل میں عربی زبان سن کر حیران رہ گیا اور اس نے اس
قبیلہ سے عربی میں بات چیت کی ۔ اہل قبیلہ نے اس کو بتایا کہ وہ صدیوں سے اس جنگل
میں آباد ہیں اور عربی کے سوا کوئی دوسری زبان نہیں جانتے ۔ تاجر کا بیان ہے کہ یہ قبیلہ
اب تک اپنے عربی رسم و رواج پر قائم ہے اور خالص عرب ہے ۔ جب یہ خبر میکسیکو کی
حکومت کو معلوم ہوئی تو اس نے ایک کمیشن اس قبیلہ کی تحقیق کیلئے روانہ کیا ۔ یہ قبیلہ
چار سو سال سے زیادہ یہاں آباد ہے اور دوسرے ہمسایوں سے الگ تھلگ زندگی بسر کر رہا
ہے ۔"

مندرجہ بالا تین پہلوؤں کے علاوہ بھی بعض گوشے ایسے ہیں کہ جن سے یہ
ثابت ہوتا ہے عربوں نے کولمبس سے پہلے ہی امریکہ دریافت کر لیا تھا ۔ خود کولمبس کے
بعض بیانات سے اس کی تصدیق ہوجاتی ہے مثلاً" اپنے تیسرے سفر سے واپسی کے بعد
اس کا بیان ہے کہ اگر " اسے وہاں زنگی سوڈان باشندوں سے واسطہ پڑا ۔" جبکہ پہلے سفر
کے بعد اس نے بیان دیا کہ وہاں کے اصلی باشندوں نے اسے گن ""مغربی افریقہ کا لائی
سکہ جس کو ایک خاص مقدار میں تانبہ ملا کر بناتے ہیں ۔" کے لائے ہوئے گورنینس میں
تھا ۔ کولمبس کہتا ہے کہ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ سکے ان کو کہاں سے ملے تو
جواب میں انہوں نے کہا کہ ""ہم نے یہ سونا کالے سوداگروں سے لیا ہے جو جنوب مشرق
سے یہاں آئے تھے ۔" کولمبس کو گمان ہوا کہ یہ لوگ یہ سونا کسی کان سے نکالتے ہیں "
.کیونکہ کولمبس صرف سونے کی تلاش میں نکلا تھا اس لئے وہ سونے کی کان کا پتہ جاننا چاہتا
تھا ۔" اور اس کان کا پتہ بتانے سے کتراتے ہیں ۔ تیسرے سفر میں بھی اس نے ان لوگوں
سے یہی پوچھا مگر اب کے بھی انہوں نے وہی جواب دیا ۔ اور بالآخر تاریخ نے ثابت کر دیا
کہ پرانے امریکی باشندوں کا یہ کہنا درست تھا کہ انہوں نے یہ سکے کالے سوداگروں سے

ہیں۔ یہ سکے دراصل افریقہ سے ہی امریکہ پہنچتے تھے۔ اس طرح جن حبشیوں سے کولمبس کا واسطہ پڑا تھا وہ بھی افریقہ سے گئے ہوئے تھے۔ ان دنوں جہاز رانوں کے غلامی حبشیوں کی موجودگی ضروری ہوا کرتی تھی کیونکہ وہ بطور ترجمان استعمال کیے جاتے تھے کولمبس بھی چند حبشیوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ایسے حبشی وہاں پہلے سے ہی موجود ہیں یہی وہ لوگ تھے جن کو جنوب مشرق کے سیاہ سوداگر کہا گیا تھا۔ انہی کے ساتھ غانہ "گنی" کے سکے بھی امریکہ پہنچے تھے۔ ان ہی کے ساتھ عربی الفاظ، عربی پودے اور عربی تہذیب بھی وہاں پہنچے۔ بلکہ اہم یہ ہے کہ کولمبس جب پہلے سفر پر روانہ ہوا تو اس کے گائیڈ کے طور پر چند حبش باشندے بھی شامل تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کولمبس کو پہلے ہی سے علم ہو چکا تھا کہ امریکہ اور مسلمانوں کے مابین روابط قائم ہیں اسی لئے اس نے مسلمان گائیڈ ساتھ لیے ہوئے تھے۔

اپنے موضوع کے حق میں ایک اور دلیل پیش کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی صاحب فرماتے ہیں کہ مصری اخبار الفتح کے مورخہ تیس جماوی الاول 1345 کے شمارے میں چھپی جانے والی اس خبر کے متعلق لکھتے ہیں کہ لبنان کے ایک عیسائی فاضل الطون یوسف شاہ میکسیکو میں اپنی زمینوں کی کھدائی کرا رہے تھے کہ ان کو دو معدنی ٹکڑے ملے جو تحقیق سے عربی سکے ثابت ہوئے۔

ایک مسلمان، جغرافیہ دان کا بیان

ادریسی چار عظیم ترین مسلمان جغرافیہ دان میں سے ہے۔ وہ سسلی کے عیسائی بادشاہ راجر ثانی کے دربار سے وابستہ تھا۔ اس نے کے جغرافیہ میں مہارت کا اعتراف بہت سے عیسائی مورخین نے بھی کیا ہے مثلاً" چارج سارٹن اور موسیو سیدیو کے نزدیک وہ نقشہ سازی میں ممتاز مقام رکھتا تھا۔ یورپ کے جغرافیائی نقشہ نگار ادریسی کی ایک کتاب سے تقریباً تین سو سال تک استفادہ کرتے رہے۔ سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب میں ادریسی کا ایک بیان نقل کیا ہے۔ جس سے کولمبس سے صدیوں پہلے مسلمانوں کے امریکہ

یا اس کے قرب و جوار میں پہنچنے کا کچھ کچھ سراغ ملتا ہے۔ علامہ ندوی نے لکھا
بحر ظلمات "بحراوقیانوس" عبور کرنے کے لئے اسپین اور افریقہ کے ساحلوں پر ایک
قائم ہوئی تھی "مغرورین"، "فریب خوردہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔ انہی مغرورین
ایک سفر کا حال ادریسی اپنی مشہور کتاب "نزہت المشتاق" میں یوں بیان کرتا ہے

ایک حیرت انگیز اور خطرناک سفر

ادریسی کا بیان ہے کہ "آٹھ آدمی ایک جہاز میں سفر پر نکلے گیارہ دن بعد
ایسی جگہ پہنچے جہاں سخت موجوں والا پانی تھا ہوا مکدر اور روشنی ماند تھی۔ وہ گھبرا
بادبانوں کا رخ پھیر دیا اور سمندر میں جنوب کی طرف چلتے رہے۔ ایک جزیرہ میں
وہاں بکریاں ذبح کر کے پکائیں مگر گوشت بہت کڑوا تھا لہٰذا دوبارہ روانہ ہوئے جنوب
سمت مزید بارہ دن چلتے رہے ان کو ایک جزیرہ ملا جہاں آبادی کے آثار تھے
جزیرے میں تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں نے انہیں گھیر لیا
پکڑ کر جہاز ایک ساحلی شہر کی طرف لے گئے۔ وہاں ان کو بند کیا گیا۔ انہوں نے
رنگ کے لمبے لمبے آدمی دیکھے۔ ان کی عورتیں بہت خوبصورت تھیں یہ لوگ تین
ایک گھر میں قید رہے۔ چوتھے دن ان کے پاس ایک آدمی آیا تو عربی میں باتیں کر
اس نے ان کا حال دریافت کیا۔ دوسرے دن ان کو بادشاہ کی خدمت میں پیش
بادشاہ نے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا اور اچھا سلوک کرنے کا وعدہ کیا وہ
خانے میں بند کیے گئے۔ اور کئی دنوں بعد ان کو ایک کشتی میں بٹھا کر ان کی آنکھ
پٹیاں باندھی گئیں اور سمندر میں لے جاتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ تین دن
راتیں وہ چلے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ایک خشکی پر پہنچا دیئے گئے۔ وہاں ان کی
دی گئیں اور ساحل پر چھوڑ دیئے گئے۔ دن نکلا تو انہوں نے لوگوں کو مدد کے لئے
کچھ لوگ دوڑے آئے ہمارے ہاتھ کھولے اور ہمارا حال دریافت کیا ان لوگوں
کہ وہ بربر ہیں۔ ان میں سے ایک نے ہمیں بتایا کہ تم لوگوں کا وطن یہاں سے
ن مسافت پر ہے۔

ادریسی کا بیان نقل کرنے کے بعد علامہ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شمالی امریکہ کے کسی مقام پر پہنچے تھے اور سرخ رنگ کے جن لوگوں سے ان کی ملاقات ہوئی تھی انہی کو بعد میں غلطی سے ریڈ انڈین لکھا گیا جو وہاں کے اصلی باشندے ہیں۔

ایک اور صاحب لکھتے ہیں کہ ادریسی کے بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ لزبن اور مغربی افریقہ کے کچھ باہمت مسلمان بحرظلمات "بحراوقیانوس" کا راز معلوم کرنے کے لئے عملی طور پر کوشاں رہتے تھے اور ان لوگوں کی مندرجہ بالا جماعت کئی ہفتے کے سفر کرنے کے بعد ایسے مقام پر پہنچ گئی تھی کہ جہاں کے لوگ سرخ رنگ کے تھے اور یہ سرخ رنگ کے لوگ سوائے براعظم امریکہ کہ کہیں اور نہیں پائے جاتے۔ غالب امکان ہے کہ یہ جماعت امریکہ یا اس سے متصل کسی جزیرے تک پہنچ گئی تھی اور وہاں عربی دان ترجمان کی موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ان لوگوں سے پہلے بھی وہاں عرب آتے جاتے تھے اور کچھ وہاں آباد ہوگئے تھے اور جب کولمبس وہاں پہنچا تو اس نے وہاں مسلمانوں کا سکہ اور عربی بولنے والے دیکھے۔

مسلمانوں کی کولمبس سے پہلے امریکہ جانے کے لئے ایک اور دلیل یہ بھی دی جا سکتی ہے کہ خلافت عثمانیہ کے عہد میں اس وقت کے ترک بحری فوج کے زیراستعمال جو نقشے تھے ان کے متعلق مغربی مورخین اور جغرافیہ دان کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ گویا کسی نے خلا سے دیکھ کر یہ نقشہ بنایا ہو۔ حالانکہ اس وقت براعظم امریکہ تک کولمبس کے قدم نہیں پہنچے تھے اور وہ ابھی پردہ تاریکی میں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ترک چونکہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی بحری قوت تھے اس لئے وہ عرب کے جن کے امریکہ کے ساتھ روابط تھے انہوں نے ترکوں کو یہ نقشے فراہم کئے ہوں گے۔ بہرحال ادریسی کے بیان، پروفیسر ویز کی تحقیق، کولمبس کے بیانات، مسلم سکوں کی برآمدی اور امریکہ میں قدیم عربوں کی موجودگی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امریکہ کی دریافت کا سہرا غلط طور پر کولمبس کے سر پر باندھا گیا ہے حالانکہ اس کے صحیح دریافت کنندگان مسلمان عرب تھے۔ مگر مغرب کی متعصبانہ روش کی بدولت کولمبس جیسا لوٹ مار کا

شوقین شخص آج ایک ہیرو کے طور پر جانا جاتا ہے حالانکہ اب مغرب کے بعد مور
بھی یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ کولمبس بنیادی طور پر ایک ڈاکو فطرت شخص تھا۔ اور
نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کچھ عرب گائیڈ ساتھ اس لئے رکھے تھے کہ اس کا
تھا کہ یہ عرب مجھے اس نئی دنیا تک پہنچا دیں گے کہ جہاں سونے کی کانیں ہیں۔
کولمبس کو یہ معلوم تھا کہ عربوں اور نئی دنیا کے مابین رابطہ قائم ہے جو ہمارے اس
کی تصدیق کے لئے کافی ہے امریکہ مسلمانوں کی دریافت تھا۔ آج وہی مسلمان کہ جن
نے لوگوں کو اس نئی دنیا یعنی امریکہ سے متعارف کرایا تھا اس نئی دنیا یعنی امریکہ
زیر عتاب ہیں ہر جگہ امریکی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مسلمان برباد ہو رہے ہیں اور
اس ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے
کے شاندار کارنامے اور ان کا شاندار کردار فراموش کر دیا ہے۔

بھلادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو مغرب
سازشانہ فطرت سے آگاہ کریں اور ان کو اس راہ پر چلنے کے لئے تیار کریں جن پر
ہمارے آباؤاجداد نے نہ صرف ایک دنیا کو پاکیزہ نظام سے روشناس کرایا تھا بلکہ
گمنامی میں پڑی ہوئی ایک نئی دنیا کو زمانے کی نگاہوں کے سامنے لایا تھا اپنے آباؤاجداد
سنہرے نقش قدم پر چل کر ہی ہم منزل مراد پا سکتے ہیں۔ اور آج بھی اگر مراکش
انڈونیشیا تک اور قازقستان سے بنگلہ دیش تک کے براور مسلمان ملک ایک
ہوجائیں تو ایک مرتبہ پھر وہ دنیا کے سمندروں پر اپنی حکمرانی قائم کر سکتے ہیں اور
امید ہے کہ بہت جلد ایسا ہوگا۔

عجب کیا ہے یہ بیڑا ڈوب کر پھر تے ا
کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھے

اس کے لئے شرط اولین اتحاد اور اسلامی اصولوں پر گامزن ہونا
اسلام پر مسلط موجودہ حکمرانوں نے ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے اطوار نہ
مسلمان قوم خود نکال باہر کر کے نئے رہنماؤں کی تلاش جاری رکھے گی۔

جامعہ عثمانیہ کے پانچویں تعلیمی سال کا آغاز

جامعہ عثمانیہ جس نے آج سے چار سال قبل شوال 1413 ھ میں اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا تھا اپنی عمر کے پانچویں سال میں داخل ہوگیا ہے۔ جگہ کی تنگی اور وسائل کی کمی کے باوجود جامعہ نے تعلیم کے میدان میں جو ترقی کی ہے اور اس میں جو غیر معمولی اضافہ پیدا کیا ہے ہم اس پر رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہیں **فالحمد اللہ** شوال 1417 ھ سے جامعہ کا پانچواں تعلیمی سال شروع ہوگیا ہے معاونین جامعہ اور قارئین العصر کے لئے اس کی رپورٹ پیش خدمت ہے۔

قدیم طلبہ کا داخلہ

پانچویں تعلیمی سال کے لیئے داخلوں کا آغاز 9 شوال بمطابق 18 فروری ہوا حسب اعلان اسی تاریخ کو قدیم طلباء کے داخلوں کی تجدید ہوئی۔ گزشتہ سال کے طلبہ میں سے ... طلبہ کا داخلہ منظور ہوا۔

جدید طلبہ کا داخلہ

جامعہ کی مجلس تعلیمی نے اپنے اجلاس منعقدہ 30 اکتوبر 1996ء بمطابق 16 / ربیع الثانی 1417 ھ میں مشورے سے یہ طے کیا تھا کہ کل 105 طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا جن میں سے پانچ فضلاء تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء میں لیئے جائیں گے سو طلبہ کو نچلے درجات میں داخلہ دیا جائے گا۔ 55 قدیم طلبہ کو داخلہ دینے کے بعد صرف پچاس طلبہ کیلئے گنجائش باقی رہ گئی تھی۔ جدید طلبہ کے داخلہ کے لئے 10، 11 شوال بمطابق 19، 20، 22 فروری کی تاریخیں دی گئی تھیں۔ چنانچہ ان تاریخوں

میں داخلہ کے لئے تقریباً پانچ سو طلباء نے رجوع کیا طریقہ کار یہ تھا کہ ہر درجے کے لئے روزانہ پرچہ بنایا جاتا۔ دس بجے سے ایک بجے تک پرچہ ہوتا۔ اگلے روز دس بجے نتیجہ نکالا جاتا۔ اور کامیاب طلبہ کو انٹرویو کیلئے بلایا جاتا تین دن کے امتحان کے بعد ایک سو چار ممتاز طلبہ کا انٹرویو ہوا یہ سب اچھی استعداد کے طلباء تھے۔ جگہ کی تنگی اور وسائل کی قلت کی وجہ سے ہمیں افسوس کے ساتھ طلباء کی غالب اکثریت کو واپس کرنا پڑا مگر پھر بھی ہم اپنی مقرر کردہ تعداد تک محدود نہ رہ سکے مجلس تعلیمی کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا اور نچلے درجات میں جدید طلباء میں 45 کو مستقل اور 35 کو عارضی داخلہ دیا گیا اس طرح درجہ خامسہ تک کے طلباء کی تعداد 135 ہوگئی۔

تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء

اس درجے میں صرف پانچ فضلاء کو لینے کا مشورہ ہوا تھا۔ داخلہ کے لئے چالیس درخواستیں موصول ہوئیں۔ امتحان کے لئے 14 شوال / 23 فروری کی تاریخ مقرر تھی 19 فضلاء نے امتحان داخلہ میں شرکت کی جن میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ العلوم پشاور، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالعلوم کورنگی کراچی اور دوسرے مدارس کے فضلاء شامل تھے۔ پانچ کی بجائے مجبور ہو کر آٹھ فضلاء کو داخلہ دینا پڑا اس طرح جامعہ میں امسال داخل شدہ طلباء کی تعداد 143 ہوگئی اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے جامعہ کو قریب ہی ایک مکان طلبہ کی رہائش کیلئے کرایہ پر لینا پڑا۔

درجہ حفظ

جامعہ کی شاخ مدرسۃ صوت القرآن آدم زئی ضلع نوشہرہ میں ساٹھ طلبہ کو داخل کیا گیا۔

نئے اساتذہ

درجہ خامسہ شروع کرنے کی وجہ سے ایک استاذ کا اضافہ ناگزیر تھا چنانچہ

مولانا محمد شعیب صاحب کی تقرری عمل میں لائی گئی موصوف جامعہ امداد العلوم پشاور کے فاضل اور تجربہ کار جید مدرس ہیں گزشتہ سال کے دو استادوں کی رخصت کی وجہ سے ان کی جگہ مولانا اسرار محمد صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ و متخصص جامعہ عثمانیہ اور مولانا سید احمد صاحب فاضل دارالعلوم سرحد پشاور کی تقرری عمل میں لائی گئی ہے - اس طرح جامعہ میں درجہ کتب کے اساتذہ کی تعداد 9 ہوگئی ہے - مدرسہ صوت القرآن میں درجہ حفظ کے چار مدرس ہیں گویا جامعہ میں 13 اساتذہ کرام طلبہ کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں

درجہ تخصص کے نصاب میں قانون اور اصول تحقیق کا اضافہ

درجہ تخصص کے طلبہ کو معاشیات تو پچھلے سال بھی پڑھائی گئی جس کے لئے پروفیسر امجد صاحب تشریف لاتے رہے امسال مولانا ذاکر حسن نعمانی صاحب مدرس جامعہ عثمانیہ ہی معاشیات پڑھاتے ہیں ملک میں مروجہ قانون سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے بیرسٹر محمد نثار صاحب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو ہفتہ میں ایک پیریڈ لیکر طلبہ تخصص کو مروجہ قانون کے خاص خاص ابواب پڑھاتے ہیں جن کی ضرورت فتوے کے باب میں پڑتی رہتی ہے - موصوف نے حال ہی میں انگلینڈ سے بار ایٹ لاء کی ڈگری حاصل کی ہے - اور لاء کالج میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں -

اصول تحقیق کیلئے پروفیسر مولانا اکرام اللہ جان قاسمی صاحب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو ہفتہ میں ایک پیریڈ لیتے ہیں موصوف دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں کالج میں تدریس کا فرض انجام دیتے ہیں اور پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں -

جامعہ کے لئے مکان کی خریداری میں قرض کی ادائیگی میں العصر کے حلقہ قارئین میں ایک نیک سیرت اور خدا ترس خاتون معقول رقم ادا کرکے کافی حد تک قرض کا بوجھ ہلکا کیا ہے - افتتاحی اجلاس میں اس نیک سیرت خاتون کے لئے خاص دعا مانگی گئی - موصوفہ نے نام ظاہر نہ کرنے کی درخواست کی ہے تاہم جملہ قارئین سے موصوفہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

کیا قوم کے ان غداروں اور تخریب کاروں کو پھانسیاں ملیں گی یا حسن کارکردگی کے تمغے۔۔۔؟ (تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان ۔ پوسٹ بکس نمبر 6216 لاہور)

شرکت اضطراری کا سبب

شرکت کا ثبوت بسا اوقات کسی عمل کے دخل سے پاک ہوتا ہے غیر اختیاری طور پر وجود میں آتا ہے۔ جیسا کہ ثبوت میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ ایسا ہی اپنے وجود کو باقی رکھنے میں بھی کسی کا محتاج نہیں۔ مثلاً کسی شخص کے مرنے پر اس کے جملہ ورثاء اس کی جائیداد متروکہ میں شریک رہتے ہیں۔ یہ شرکت خود کار معاملہ ہے۔ اسمیں تمام ورثاء کے لئے خود بخود غیر اختیاری طور پر یہ حق ثابت ہوتا ہے۔[له]

شرکت اضطراری کی شرائط

شرکت اضطراری میں شرکاء کے لئے کسی خاص اہلیت کا حاصل ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے یہ شرکت بلا امتیاز صنف و نوع مرد و زن سب کے لئے ثابت ہو سکتی ہے عمر کی کوئی پابندی نہیں۔ اس لئے بالغ و نابالغ اس میں مساوی ہیں۔ بلکہ کسی شخص کے مرنے کے وقت اگر اس کی بیوی حاملہ ہو۔ اور اکثر مدت حمل سے قبل بچہ پیدا ہو۔ تو یہ بچہ میراث کا حقدار رہے گا۔ اس کی پیدائش سے قبل اگر میراث تقسیم ہو تو اس میں حمل کا حصہ باقی رکھا جائے گا۔ دو سال میں بچہ جب پیدا ہو۔ اور اس کا نسب میت سے ثابت ہو تو اس کو حصہ دیا جائیگا۔ حمل میں ذکورت و انوثت کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے دیگر ورثاء کے حصص پر ان سے اثر پڑسکتا ہے۔ اس لئے یہ کوشش کی جائے گی کہ پیدائش سے قبل جب میراث تقسیم ہو تو ہر وارث کو اس کے حصہ میں جو کمی کی صورت ہو۔ وہی معتبر سمجھا جائے۔ جو تفاوت رہے وہ موقوف رکھا جائے۔ اور حمل کی پیدائش پر یقینی صورت سامنے پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ ایک دفعہ مال حوالہ کرنے کے بعد دوبارہ ورثاء سے وصول کرنا مشکل ہے۔ جبکہ ان کا کوئی حق باقی رہے۔ تو اس کی ادائیگی آسان ہے۔

شرکت غیر اختیاری میں مجنون اور فاقد العقل شخص بھی رکن بن سکتا ہے۔ کیونکہ وارث اگر مجنون ہی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی اس کو حصہ دیا جائے گا۔ تاہم چند چیزیں اس کی رکنیت کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہے۔ جن سے "فقہاء موانع الارث" سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ رق ۲۔ قیل

۳۔ اختلاف دین ۴۔ اختلاف دار

۵۔ ابہام موت

۱۔ رق۔ وارث اگر غلام ہو۔ تو اس کو مورث کی جائیداد میں حصہ نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ غلام میں خود مالک بننے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی۔ اس کے پاس جو کچھ آئے۔ وہ مالک کا رہے گا۔ اس لئے غلام کو اگر میراث میں حصہ دیا جائے۔ اس سے ایک اجنبی شخص کو جائیداد میں بلاوجہ مالک بننے کا موقع مل جائے گا۔ جسکی شریعت میں گنجائش نہیں۔

۲۔ قتل۔ میراث کے لئے دوسرا مانع قتل ہے۔ اگر وارث کہیں اپنے مورث کی جان لینے کا ذریعہ ثابت ہو۔ تو اس سے اس کا استحقاق میراث باطل ہو جائے گا۔ تاہم اس سے قتل کی وہ صورت مراد ہے۔ جس میں قتل پر قصاص یا کفارہ لازم ہو۔ جو قتل عمد، شبہ عمد، خطاء اور جاری مجراء خطا رہے۔ قتل بسبب میں وارث میراث سے محروم نہیں ہوتا۔

۳۔ اختلاف دین و مذہب۔ موانع ارث کی تیسری قسم وارث اور مورث کا مذہبی افتراق ہے اگر باپ مسلمان ہو۔ اور بیٹا کافر ہو۔ تو کسی ایک کی موت پر دوسرے کو حق وراثت نہیں ملے گا۔ اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

لا یرث المسلم الکافر و الکافر المسلم

ترجمہ مسلمان کافر سے اور کافر مسلمان سے میراث نہیں لے سکتا۔

...اختلاف دارین۔ غیر مسلم کے حق میں وارث اور مورث کے درمیان ملک اور وطن ...ائی بھی مانع ہے۔ اس لئے جب باپ ایک ملک میں ہو۔ اور بیٹا دوسرے میں الگ ...ہو۔ تو باپ کے مرنے پر بیٹے کو ارث نہیں دی جائے گی۔ البتہ مسلمان کے حق ...اختلاف دارین مانع نہیں۔ کیونکہ اسلام کی اخوت دنیا کا وہ مضبوط ترین رشتہ ہے۔ ...پر در و دیوار کے فاصلے اثر انداز نہیں ہوتے کافر کے حق میں اختلاف دارین کا مانع ...کے لئے عام فقہاء "لعدم العصمة کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ لیکن اس سے

...دہ ہوتا ہے۔ جہاں کہیں عصمت ہو۔ تو پھر کافر اختلاف دارین کے باوجود میراث لے ...تے ہیں۔ موجودہ وقت میں دنیا ایک ایسے منظم اور مرتب نقشہ میں بٹ گئی ہے کہ بین ...قومی یا ملکی قوانین میں معاشرہ کے ہر فرد کے حقوق کے تحفظ کی کوشش کی جاتی ہے۔ ...لئے حالات حاضرہ میں کافروں کے لئے میراث میں اختلاف دارین اثر اندز نہیں ہونا ...ہے۔

...میراث کے لئے ایک اور اہم رکاوٹ موت کی تاریخ کا ابہام ہے۔ سراجی میں یہ ...ٹ آخر میں مستقل طور پر بیان کی گئی ہے۔ اس لئے ابتداء میں چار موانع شمار کیے ...ہیں۔ اس مانع کی رو سے جب وارث اور مورث کی موت میں تقدیم و تاخیر کا باقاعدہ ...نہ ہو۔ تو میراث نہیں ملے گی۔ مثلاً باپ بیٹا دونوں کی ایک گاڑی میں سفر کر رہے ...۔ اچانک ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں دونوں مرجائیں۔ یہاں پر یہ اندازہ لگانا مشکل ...کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں؟ اس لئے باپ بیٹا ایک دوسرے کی جائیداد میں ...رسدگی سے محروم رہے گا۔

غیر اختیاری شرکت کے اراکین

...ت میں مقرر کردہ ورثاء "شرکت غیر اختیاری کے شرعی اور قانونی اراکین ہیں۔ غیر ...تیاری ہونے کی وجہ سے اس شرکت کی رکنیت کے حصول کے لئے کسی محنت و سعی ...ضرورت نہیں۔ اور نہ کوئی اپنے آپ کو کسی مال و دولت یا جبر و طاقت کی وجہ سے ...کن بنوا سکتا ہے۔

ان ارکین کے چند مراتب ہیں۔

ا۔ ذوی الفروض۔

۲۔ عصبہ۔ (Agnatic relative)

۳۔ ذوی الارحام۔ (Maternal Kinsman)

ا۔ ذوی الفروض۔ اس سے وہ ورثاء مراد ہیں۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صراحتہ یا رسول اللہ ﷺ نے حدیث شریف میں یا اجماع امت سے

گیا ہو۔ یہ کل بارہ ہیں۔ چار مذکر اور آٹھ مونث ہیں مردوں میں باپ ' دادا ' اخیافی بھائی (والدہ کی جانب سے ہو) اور خاوند شامل ہیں۔

جبکہ مونثات میں بیوی ' بیٹی بیٹے کی بیٹی۔ اعیانی (سگی بہن) علاتی بہن (سوتیلی) ' اخیافی بہن ' والدہ اور دادی شامل ہیں۔ عربی میں جدہ کا لفظ دادی اور نانی دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں دادی کی طرح نانی بھی حقدار ہوگی۔ بشرطیکہ کوئی جد فاسد درمیان میں نہ آئے۔

ان میں ہر ایک کے لئے باقاعدہ حصے مقرر اور متعین ہیں۔ بعض ورثاء کی موجودگی دوسرے ورثاء کے لئے ان کے حصص میں کمی یا زیادتی بلکہ بسا اوقات محرومی کا سبب بھی بنتی ہے۔ تاہم باپ ' بیٹا ' خاوند ' والدہ بیٹی اور بیوی کسی وارث کی موجودگی میں حصہ سے محروم نہیں رہ سکتے۔ ان کے علاوہ دوسرے وارث کے حصص ایک دوسرے کی موجودگی سے متاثر ہو سکتے ہیں۔[۱]

عصبہ اس سے وہ ورثاء مراد ہیں جو ذوی الفرض سے باقی ماندہ حصہ لیتے ہیں اور اگر کہیں کوئی ذوی الفروض نہ ہو تو پھر تمام جائیداد پر قبضہ کرتے ہیں۔[۲]

ی دو قسمیں ہیں۔

صبہ نسبی

صبہ نسبی

ر ایک کی ذیلی شاخیں ہیں۔ جو رکنیت میں اپنا اپنا درجہ رکھتے ہیں مقدم کی موجودگی
موخر کو شرکت کا موقع نہیں ملتا ہے۔

ارث کے اضطراری ہونے کی اثرات

ی کے اضطراری اور غیر اختیاری ہونے کے نمایاں اثرات ہیں۔ اس لئے کسی کے علم
غیر ورثاء کو شرکت کا موقعہ ملتا ہے۔ یہ ایسا حق ہے کہ مخصوص رکاوٹوں کے علاوہ
شخص کسی حالت میں اس کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ اور نہ کوئی کسی کو محروم
سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی
کو اس کی نافرمانی کی وجہ سے عاق کرے اور یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے
میرے فلاں بیٹے کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جائے گا تو اس شخص کا یہ بیان ناقابل
ہے اس کے مرنے کے بعد دیگر ورثاء کی طرح نافرمان بیٹا بھی وراثت میں حقدار
گا۔ تاہم یہ شخص زندگی میں حالت صحت و بقا ہوش و حواس میں اگر اپنی جائیداد کا
ور پر کسی دوسرے ورثاء یا اجنبی شخص اشخاص کو مالکانہ قبض دیکر ھبہ کرے تو
کے وقف ملکیت نہ رہنے کی وجہ سے عاق وارث محروم رہے گا۔ مورث کی
میں اس کے ایسے مالکانہ تصرفات نافذ ہیں تاہم بلاوجہ کسی وارث کو میراث سے
کرنا اگرچہ موجب گناہ ہے لیکن قضاء ایسے مالکانہ تصرفات نافذ ہیں اور ان پر کسی کو
ض کرنے کا حق حاصل نہیں۔

شرکت اضطراری میں کسی رکن کو اس کی رکنیت سے محروم کرنا میت کے دائرہ سے
ے باہر ہے۔ کیونکہ موت کے بعد جائیداد اس کی ملکیت میں نہیں رہتی۔ مالکانہ
خود بخود ورثاء کو منتقل ہو کر میت کو کسی دوسرے کی ملکیت میں تصرفات کرنے کا
نہیں

اقسام شرکت

فقہی ذخائر سے اندازہ ہوتا ہے کہ " شرکت " کی تقسیم مختلف اعتبار سے کی جاتی ہے
کبھی اس کی تقسیم شرکاء کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اور کبھی اس کی تقسیم حقیقت
ماہیت کو مد نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ موخر الذکر حیثیت سے شرکت کی دو قسمیں ہیں

(شرکت املاک) (Co . ownersgip)

(شرکت عقود) (Partnership)

شرکت املاک" دو یا دو سے زیادہ افراد جب کسی چیز میں (بغیر کسی عقد شرکت کے
اسباب ملک کے کسی سبب کی وجہ سے اکٹھے پائے جائیں۔ تو اس کو " شرکت ملک"
کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اگر کسی اختیاری فعل کا نتیجہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص
کی اشخاص کو ہبہ کرے۔ اور موھوب لھم اس پر قبضہ کریں۔ یا ایک شخص حین
حیات میں کسی جماعت کے لئے وصیت کرے۔ تو اس سے معرض وجود میں آنے والی
شرکت کو " شرکت املاک اختیاری) کہا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں موصی لھم اور
موھوب لھم مالک مقصود ہوں گے۔ جو اپنے حصص کے یقین کے لئے تقسیم کا مطالبہ
کر سکتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ " شرکت املاک "
جیسا کہ شرکت اختیاری میں آتی ہے۔ ایسا ہی شرکت اضطراری میں بھی آسکتی ہے۔
البتہ شرکت الاباحۃ میں شرکت الاملاک کا آنا جمع بین المتضادین کے مترادف ہے
۔ کیونکہ " شرکت الاباحۃ " میں صرف حق استفادہ ہے۔ مالکان حقوق مشترکہ مباح
اشیاء میں جاری نہیں ہوتے۔ جیسا کہ شرکۃ الاملاک ملکیت کا مقتضی ہے۔

(۲) شرکت العقود partnersh

اگر شرکت کسی باقاعدہ خاص معاہدہ کے بعد محنت اور مشقت سے معرض وجود
میں آئے تو اس کو " شرکۃ العقود " کہا جاتا ہے کیونکہ عقد کا نتیجہ ہے منابلہ ... کے

---

(۱) ... شرکت ... فی الفقہ الاسلامی، مکتبہ الاقصیٰ عمان اردن، ۱۹۸۱ء، ص ۲۳

نزدیک اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) عنان :۔ (۲) مفاوضہ :۔ (۳) وجوہ :۔ (۴) مضاربہ (۵) شرکت الابدان

جبکہ احناف رہ کے نزدیک اس کی چھ قسمیں ہیں کیونکہ ابتداء اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) :۔ شرکۃ الاموال (۲) :۔ شرکۃ الاعمال (۳) :۔ شرکۃ الوجوہ

پھر ہر ایک میں مفاوضہ " اور عنان " کا احتمال ہے۔ لہٰذا اس سے کل چھ قسمیں بنتی ہیں۔ جبکہ موالک بیٹے شوافع کے نزدیک " شرکۃ الاملاک " کی حقیقت " شرکۃ عنان " مفاوضہ ' ابدان اور وجوہ تک محدود ہے۔[1]

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام اقسام جائز اور قابل عمل ہیں بلکہ بعض اقسام کی حقیقت اور حکم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

شرکۃ الاملاک اور شرکۃ العقود میں تفرقہ

دونوں کی تعریفات کو مد نظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں چند وجوہات کی بناء پر فرق پایا جاتا ہے۔

(۱) :۔ شرکت العقود کے لئے باقاعدہ معاہدہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس کے بغیر اتفاقی طور پر کبھی معرض وجود میں نہیں آتی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں شرکۃ الاملاک کے لئے معاہدہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بسا اوقات شرکت کی یہ قسم لاعلمی اور غیر شعوری طور پر معرض وجود میں آتی ہے۔ مثلاً" وراثت میں ورثا کی شرکت ان کے کسی فعل عمل بلکہ علم کا بھی محتاج نہیں۔ میت کے مرنے سے یہ حق خود بخود ان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

(۲) :۔ شرکت العقود میں بنیادی طور پر فائدہ اور منافع منظور نظر ہوتے ہیں۔ جس میں نقصانات کا بھی احتمال ہے۔ اس لئے شرکاء باہمی معاہدہ کرتے وقت ذہنی طور پر خسارہ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جبکہ " شرکت الاملاک و
اس سے مبرا ہے اس میں کسی معاملہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ شرکاء اپنے حق کی وصولی کے لئے فکر مند رہتے ہیں اور کسی خسارہ کے تصور کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

(۱) :۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴ ،ص ۷۹۵

Scanned with CamScanner

(۵) :۔ شرکۃ العقود میں تقسیم سے قبل شرکاء اپنے اپنے حصص میں کسی سے مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتے ۔ جس میں شریک کی مرضی شامل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مشترکہ سرمایہ سے شریک اپنا حق دوسرے شخص پر فروخت نہیں کر سکتا۔ ایسا اقدام ان کی شرکت کے خاتمے کا سبب بن سکتا ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں " شرکت الاملاک " میں تقسیم سے قبل شریک اپنے اپنے حصہ میں مالکانہ تصرفات کر سکتا ہے ۔ اس لئے کوئی ایک شریک اپنا حصہ قبل القبض فروخت کر سکتا ہے ۔ تاہم شرکت کی وجہ سے شریک کار کو شفع کا حق حاصل ہے ۔

(۶) :۔ شرکۃ العقود کا دارامدار وکالہ (بعض صورتوں میں) میں اور کفالہ پر ہوتا ہے ۔ اس لئے یہ شریک دوسرے کا نمائندہ ہوتا ہے ۔ اس کے کیے ہوئے عقود کا دوسرا پابند رہے گا۔ جبکہ شرکت الاملاک ہر شریک دوسرے سے اجنبی رہتا ہے ۔ اس لئے ایک پر دوسرے کے تصرفات کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔ ہر ایک اپنے تصرفات کا ذمہ دار ہوتا ہے ۔

(۷) :۔ شرکۃ العقود میں ہر شریک کے کاروباری تصرفات مشترکہ سرمایہ کے تحفظ اور اس میں ترقی کے لئے ہیں اس لئے شرکاء کاروباری اخراجات مشترکہ سرمایہ وصول کر سکتے ہیں ۔

اس لئے شرکاء کاروباری اخراجات مشترکہ سرمایہ سے وصول کر سکتے ہیں جبکہ " شرکۃ الاملاک "

میں ہر شریک کے تصرفات اس کے ذاتی منافع تک محدود رہتے ہیں ۔ اس لئے یہ اپنے اخراجات کا مطالبہ شریک کار سے نہیں کر سکتا۔

تاہم

تقسیم کے عمل سے جب جملہ شرکاء کو فائدہ ملتا ہے

تو اس کا خرچہ جملہ شرکاء سے وصول کیا جائیگا۔

(۱) :۔ مجلۃ الاحکام المادہ ۔ ، ۱۰۸۸

قانون کے اعتبار سے شرکۃ العقود کی چند قسمیں

قانون شراکت کا دائرہ " شرکۃ العقود " تک محدود ہے۔ کیونکہ یہ محض کاروباری اور تجارتی شرکت ہے۔ قانون شرکت کے دفعہ سات اور آٹھ کی رو سے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مرضی کی شراکت :۔ Partnershipatwill

۲۔ مخصوص شراکت :۔ particulapartnershp

اول الذکر سے مراد قانون کی رو سے شرکت کا وہ معاملہ ہے۔ جس میں شرکاء کے درمیان شراکت کے لئے کوئی خاص معیاد مقرر نہ ہو۔ یا ان کی شراکت کی مدت کا تعین نہیں کیا گیا ہو۔ تو ایسی شراکت کو " مرضی کی شراکت " کہا جاتا ہے۔

اس کے دفعہ ہذا کی رو سے کوئی شخص کسی خاص مدت کے لئے پابند نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر شخص آزاد ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے شراکت سے نکل جائے اس میں شرکت اس کی مرضی پر ہوتی ہے۔ اس لئے کاروبار ہر وقت شرکت داروں کا محتاج ہے۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ کسی ایک شریک کے نکل جانے سے پوری فرم (Firm) ہی ختم ہو جائے۔

... شرکاء چاہیں تو فرم کو باقی رہنے دے سکتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس ... کی جگہ کسی دوسرے شخص کو بھی کاروباری فرم میں شریک کریں۔

... کے مقابلے میں شریک ہوتا ہے۔ یہ شرکت عرصہ دراز تک باقی نہیں رہتا۔ جب ... کاروبار پایہ تکمیل تک پہنچے تو مخصوص شراکت کا وجود خود بخود ختم ہو جاتا ہے ... فقہ نظر سے بھی " شرکۃ العقود " میں ان دونوں احتمالات کا امکان موجود ہے ' ... ہے کہ شرکاء ایک دوسرے سے معاہدہ کرتے وقت کسی خاص کام کا تعین نہ کریں ... نہ معاہدہ میں کوئی وقت رکھیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی چیز خریدنے کے ... خصوصی طور پر معاہدہ ہو۔ جب وہ چیز خرید کر فروخت کریں۔ تو یہ معاہدہ پایہ ... تک پہنچ گیا۔ نئے کام کے لئے دوبارہ معاہدہ کی ضرورت ہوگی۔

دونوں شریک ہوں گے ۔ اس لئے مدیون کسی ایک رائن جو چیز بھی دیدے شریک کار بھی اس میں حصہ دار رہے گا۔ جیسا کہ باقی ماندہ دین میں دونوں حصہ دار رہے ہیں ۔ تاہم شریک کار کے رجوع سے بچنے کے لئے ایک تدبیر ہے کہ دائن مدیون کو اپنے حصے کا دین ہبہ کرے اور مدیون کوئی چیز دائن کو ہبہ کرے ۔ ایسی حالت میں ہبہ کی وجہ سے شریک کار کو رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا۔

لیکن ایسا اقدام مروت کے خلاف ہے ۔ جس سے خود غرضی اور لالچ کی بو آتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اگر دائن نے پہلے مدیون کو اپنا حصہ دین ہبہ کیا اور مدیون نے اس کے جواب میں ہبہ کے قبول کرنے پر اکتفاء کر کے عوض میں کسی چیز دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی ۔ تو اس پر جبر نہیں کرایا جا سکتا ۔ اور دین ہبہ کی وجہ سے ساقط ہو کر دائن دوبارہ بحال کرنے کی قدرت نہیں رکھتا ۔

(ب) شرکاء کے اعتبار سے شرکت کی قسمیں

نتائج و ثمرات کو مد نظر رکھتے ہوئے انداز ہوتا ہے کہ شرکت میں اشخاص (شرکاء) اور عمل کا دخل کافی پایا جاتا ہے ۔ ان کے اثرات کی وجہ سے شرکت کی کیفیت تبدیل ہوتی رہتی ہے اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے ۔ کہ شرکاء کے اعتبار سے چند احتمالات ہیں ۔

(ا) :۔ اجتماعی شرکت

(ب):۔ خاندانی شرکت

(ج) :۔ افرادی شرکت

(د) :۔ کمپنیوں اور حصص کی شرکت

اجتماعی شرکت

اس سے مراد شرکت کی وہ صورت ہے جس میں شرکاء کی تعداد متعین نہیں ۔ بلکہ بلا امتیاز مذہب و عقیدہ ہر کسی شئی سے استفادہ کا حق رکھتا ہے ۔ اس میں نہ حالت کا تعین ہوتا ہے ۔ اور نہ ملوث کی کوئی پابندی پائی جاتی ہے ۔ اور نہ کوئی کسی دوسرے کے حق استفادہ کے لئے رکاوٹ بن سکتا ہے ۔ اس کا عمل زیادہ تر وہاں ہوتا ہے جہاں پر اس

(۱) :۔ محمد خالد الاتاسی " شرح المجلہ " ، مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ ۱۴۰۳ھ، ج ۴، ص ۱۰

کے اسباب خلقی اور فطری ہوں ۔ جس سے تعبیر شرکت الاباحہ سے ہوتی ہے ۔
مثلاً" مشترکہ سرمایہ میں جب تمام انسانوں کا حق مشترک قرار پایا ۔ تو اس میں اجتماعیت کا ایسا ناقابل تسخیر تصور پایا جاتا ہے ۔ جو مذہب و عقیدہ ' در و دیوار اور رنگ و نسل کے امتیاز سے ماورا ہے ۔ اس لئے دنیا کے جس کونے میں کوئی انسان چلا جائے مشترکہ سرمایہ سے یہ استفادہ کا پورا حق رکھتا ہے ۔ اس کو دوسرے ملک میں استفادہ کا وہی حق حاصل ہے ۔ جو وہاں کے مستقل باشندوں کو حاصل ہو ۔ ایسے سرمایہ میں شرکت سے نہ کوئی اضافہ آتا ہے ۔ اور نہ کسی جزوی استفادہ سے اس کی کمیت متاثر ہوتی ہے ۔
ان میں اکثر مواد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اتنی کثیر مقدار میں پیدا کیا ہے کہ شب و روز استعمال کے باوجود اس میں کمی نہیں آتی ۔ ان کی کمیت اور کیفیت میں ایسا معیار قائم کیا گیا ہے ۔ جن کو ضبط کرنا یا زیر کرنا انسان کی طاقت سے بالا ہے ۔ اس میں انسان کی کامیابی یہی ہے ۔ کہ خود استفادہ کرے اور دوسرے کو استفادہ کا موقع دے ۔ اپنے کسی فعل یا حرکت و سکون سے دوسرے کے لئے مانع اور رکاوٹ نہ بنے ۔
اس قسم میں شرکت کا تصور زیادہ تر مخفی رہتا ہے ایسے حقوق سے حق استفادہ کے لئے شرکت کا عنوان کم استعمال ہوتا ہے زیادہ تر ان سے استفادہ کے لئے اباحت کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے ۔ تاہم روایات میں ان کے لئے شرکت کا مادہ بھی استعمال ہوا ہے ۔
رسول ﷺ فرماتے ہیں
الناس شرکاء فی ثلث
اور استفادہ کے لئے تقسیم کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ونبئهم ان الماء قسمه بينهم كل شرب محتضر[1] ترجمہ اور سنا دے ' ان کو پانی بانٹ ہے ان میں ہر باری پر پہنچنا چاہئے
اجتماعی شرکت میں تحدید
" اجتماعی شرکت " کی یہ تصویر کبھی کبھار حقیقت سے اضافی کی شکل اختیار کرتی ہے جب بعض چیزیں علاقائی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے دائرہ کار کو مختصر کر کے کسی قوم یا علاقہ تک محدود رکھتی ہے ۔ ایسی حالت میں حقیقی اجتماعی شرکت یعنی

(۱) :۔ سورۃ القمر ' ۲۸

کائنات کے لئے استفادہ کا موقعہ ملنا کی جگہ اضافی اجتماعی شرکت بن جاتی ہے ۔ مثلاً گاؤں کے قرب و جوار میں جو جگہیں ہیں یہ اگر چہ " شرکۃ الاباحۃ " کے زمرہ میں آتی ہیں ۔ لیکن ان سے حق استفادہ صرف مقامی باشندہ گان کو حاصل ہے ۔ کہ یہ لوگ اس کو مویشیوں کے چرنے اور کھلیاں لگانے کے لئے زیادہ محتاج ہیں ۔ اس لئے ضرر کی صورت میں حاکم وقت عام لوگوں کو استفادہ کی اجازت نہیں دیں گے ۔ تاکہ مقامی لوگوں کے حقوق متاثر نہ ہوں ۔[1]

یہی وجہ ہے کہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک " موات " (جس سے عام لوگوں کو استفادہ کا موقعہ دیا جاتا ہے " کی حقیقت کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے ۔ کہ یہ گاؤں سے دور واقع ہو (کیونکہ گاؤں کے قریب جگہیں خود گاؤں والوں کی ضرورت میں رہتی ہیں) بعد کی مقدار اتنی ہو کہ کوئی شخص آبادی کے آخر میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے چیخ لگائے جہاں تک اس کی یہ آواز سنی جاتی ہو وہ جگہ گاؤں کے قریب شمار ہوگی ۔

جب آواز کا سننا منقطع ہو وہاں سے بعد (دوری) کا حد شروع ہوتا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے

گاؤں کے قریب واقع جگہیں دنیا کے عام لوگوں کے استفادہ کے لئے نہیں رہیں گی ۔ بلکہ اس سے صرف وہاں کے رہائش پذیر لوگ استفادہ کریں گے ۔ ایسے مقامات میں تقسیم بھی جائز نہیں ۔ کیونکہ اس سے گاؤں کے اجتماعی استفادہ میں خلل واقع ہونے کا احتمال ہے ۔

" خاندانی شرکت "

سے مراد کسی گھرانے کی وہ شرکت ہے ۔ جو غیر اختیاری یا کسی اختیاری سبب کی وجہ سے ان کو ملتی ہے

---

(۱) :۔ الاحکام السلطانیہ ۔ ر ۱۸۸

(۲) :۔ الھدایہ ۴ ر ۴۰۵

مثلاً" ایک شخص مرجائے تو اس کے مرنے پر اس کی جائیداد متروکہ میں اس کے کنبہ (خاندان) کے افراد کا حق ثابت ہوتا ہے۔
جس میں ہر ایک کے حصص کا یقین ہو جاتا ہے۔ ایسی شرکت کی رکنیت میں کسی انسان کے کسب و فعل کا کوئی دخل نہیں۔ یہاں تک کہ نابالغ بلکہ ماں کے پیٹ میں موجود بچہ (جس کی ولادت اکثر مدت حمل میں واقع (متوقع طور پر) بھی رکن بن سکتا ہے۔
خاندانی شرکت میں ورثاء کے حرمان یا استحقاق میں عموماً" دو باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جو کہ قرب اور قوت ہے یعنی قریب کی موجودگی میں بعید کو حق نہیں پہنچتا۔ اور اعیان کی موجودگی میں علاقائی ارادیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔
" خاندانی شرکت " کے اراکین کے حصص میں تساوی بہت کم پائی جاتی۔ عموماً" ان میں تفاوت ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایک وارث کے وجود یا عدم کا دوسرے ورثاء کے حصص پر اثر پڑتا ہے مثلاً" میت کی اولاد یا دو بہنیں یا بھائی، کی موجودگی میں والدہ کا حصص 1/6 ہوتا ہے اور اگر یہ ورثا نہ ہوں تو ماں کو ایک بٹہ تین حصہ دیا جائے گا۔ ایسا ہی میت کی اولاد کی موجودگی میں بیوہ کو ایک بٹہ آٹھ ورنہ ایک بٹہ چار حصہ دیا جائے گا جیسا کہ بیوی کی موت پر اولاد کی موجودگی میں خاوند کو ایک بٹہ چار ورنہ ایک بٹہ دو حصہ دیا جائے گا۔ بلکہ بسا اوقات ایک کی موجودگی میں دوسرا حق وراثت سے محروم رہتا ہے۔ مثلاً" ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں حق وراثت سے محروم رہیں گے۔ جیسا کہ باپ کی موجودگی میں دادا حق وراثت سے محروم رہتا ہے۔
خاندانی شرکت کا یحقق کبھی شرکت اختیاری میں ہوتا ہے۔ مثلاً" ایک شخص کسی دوسرے شخص کے سسرال کے لئے وصیت کرے۔ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ وصیت سسرال کی خاندان کے لئے شامل رہیگی۔ کہ ہر ذی رحم محرم اس کا حقدار رہیگا۔ یا کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ میری جائیداد میں اکرم کے اقارب کو ایک بٹہ تین حصہ دیا جائے۔ تو فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک والدین اور اولاد کے علاوہ اکرم کے تمام ذی رحم محرم اس کے حقدار رہیں گے۔ کیونکہ " اقارب " میں بالواسطہ رشتہ کا اعتبار

(۱) :- ہدایہ ۴ - ر ۵۸۵

Scanned with CamScanner

ہوتا ہے۔ اولاد اور والدین بالذات رشتہ کی وجہ سے اقارب کے دائرہ سے باہر رہنگے ہاں اگر کسی نے اہل فلان کے لئے وصیت کی۔ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس سے گھر والی مراد ہو گی۔ جبکہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام وہ گھرانہ ایسی وصیت کا حقدار ہو گا۔ جس کا نان و نفقہ "فلان" کے ذمہ واجب ہو۔

ان چند جزوئیات سے انداز ہوتا ہے کہ خاندانی شرکت وصیت کی صورت میں بھی ہوسکتی ہے۔ خاندانی شرکت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس پر شرکاء کی موت کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً" ایک جائیداد میں چند ورثا شریک ہوں۔ ان میں سے ایک وارث تقسیم سے قبل مرجائے۔ تو اس کی موت سے جائیداد میں اس کے حصہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ یہ معاملہ اگر صدیوں پر حاوی ہو۔ پھر بھی ورثاء اپنے اپنے مورث سے میراث لے کر بعد میں موجودہ کرثاء تک ان کا حصہ پہنچے گا۔ جس کو علم الفرائض کی اصطلاح میں مناسخہ کہا جاتا ہے۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک مرور زمانہ اور قدامت سے ارث کے دعویٰ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جس وقت بھی کوئی چاہئے اپنے کسی موث کی جائیداد میں اس حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ جس کا دعویٰ اس کے باپ نے نہ کیا ہو۔ لیکن مفتی بہ قول کی رو سے بلا عذر کسی دعویٰ پر چھوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ مدعی اس میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ اس لئے مرور زمانہ سے دوسرے دعاوی کی طرح ارث کا دعویٰ بھی قابل سماع نہیں رہتا(۱) لیکن قابل سماع نہ رہنے سے حق ساقط نہیں ہوتا۔ یہ صرف قانونی ممانعت ہے۔ جو حالات و واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے نظریہ ضرورت کے تحت جاری ہوتا ہے

افرادی شرکت

اس سے مراد خاص اشخاص اور افراد کا باقاعدہ کسی معاہدہ کے تحت شرکت مراد ہے۔ اس کا زیادہ تر ظہور "شرکت العقود" یعنی کاروباری شرکت میں ہوتا ہے۔ کہ منافع کی نیت سے معرض وجود میں آنے والی شرکت چند افراد کے سہارے سے قائم رہتی ہے۔ یہ کاروباری شرکت کے جملہ اقسام یعنی معاوضہ "عنان" شرکتہ الوجہ اور

(۱):۔ عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ۔ ج ۲ ر ۷۔

شرکۃ العمل میں آتی ہے۔ اس کا وجود شرکاء کے تصرفات کا تابع ہوتا ہے۔ اگر
چاہیں۔ تو یہ لوگ ایسی شرکت کو بیک قلم زیست کر سکتے ہیں۔

افرادی اور خاندانی شرکت کا تفرق

(1) :۔ خاندانی شرکت میں شرکاء ایک دوسرے سے اجنبی ہوتے ہیں۔ ہر ایک
تصرفات کا خود مسئول ہوتا ہے۔ ایک کے کسی فعل کی باز پرس دوسرے سے
ہوتی جبکہ افرادی شرکت میں توکیل اور بعض میں کفالہ کی وجہ سے ہر ایک دو
کے معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(2) :۔ افرادی شرکت میں شرکاء یعنی اراکین شرکت کے معاہدہ کو ختم کر کے اس
وجود کو مٹا سکتے ہیں۔ جبکہ خاندان کی شرکت (خاندانی شرکت) میں یہ اقدام اس
دائرہ اختیار سے بالا تر ہوتا ہے۔ الایہ کہ کوئی وارث دوسرے ورثاء سے کسی خاص
پر مصالحت کر کے اپنے حصہ کے مطالبہ سے دستبردار ہو اور یا اپنا حصہ فروخت کر
شرکت سے نکل جائے۔

العصر اور آپ کی ذمہ داری

ضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے - ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لئے
رہ مبلغ =/70 (ستر روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر "ماہنامہ
کو بھیج دیں تاکہ اس کمرتوڑ مہنگائی - ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے "العصر"
شگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے -

کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہونے پر
پی) بھیجا جائے گا - جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے -

العصر کے نمائندگان حضرات

ن بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ

لانا فصیح الرحمان صاحب :- 229/A بلاک اے شیرشاہ کالونی کراچی 28

لانا مفتی محمد کمیل :- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات

لانا ضیاء الرحمان :- حبیب جنرل سٹور جان مارکیٹ دوبندی بازار جہانگیرہ ضلع

ہ نواز صاحب :- گاؤں بانڈہ منیر خان ڈاک خانہ سرائے نعمت خان ضلع ہری پور ہزارہ

ید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ۔

لانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔

ضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ

اب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مال روڈ مردان

سولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کنی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام

سولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد

سولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان خیر آباد

حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور

مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہارالاسلام پنڈی روڈ چکوال

قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی وی) پشاور

Scanned with CamScanner

REGD. NO. P - 402
MONTHLY -AL- ASR PESHAWAR

عید الاضحیٰ کے مبارک موقعہ پر آپ!

جامعہ عثمانیہ

پشاور کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟

- اگر آپ پشاور شہر کے رہائشی ہیں تو ذاتی طور پر یا فون 273561 کے ذریعہ قربانی کی کھال جامعہ عثمانیہ کو دیں!
- اگر جامعہ تک رسائی ممکن نہ ہو تو قربانی کی کھال فروخت کر کے قیمت منی آرڈر یا بنک ڈراف بھیج دیں۔
- اگر آپ اس سعادت کی اہلیت سے قاصر ہوں تو مبارک ساعات میں دل سے آپ کی دعائیں جامعہ کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ جس سے گلستان نبوی ﷺ کی شادابی بڑھ سکتی ہے۔

منجانب
شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ عثمانیہ
پشاور صدر پاکستان

پوسٹ
209